انا للہ وانا الیہ راجعون

خدا تعالےٰ کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں

کیا ہی مبارک تہا وہ وجود جسکی پیدائش بہی خدا تعالیٰ کا ایک عظیم الشان نشان تہا اور اسکی وفات بہی ایک شاندار نشان ہوا مبارک احمد کی مبارک روح اسی لئے دنیا میں آئی تہی کہ اللہ تعالےٰ کی ہستی اور اس کے رسول کی صداقت کے واسطے نشانات قائم کرکے جلد اپنے خدا کے ساتھ جا ملے۔

(۱) سب سے اول نشان یہ تہا کہ مبارک احمد کی پیدائش سے کئی سال پہلے اس کے متعلق خدا تعالیٰ کی وحی میں پیشگوئی کی گئی تہی کہ ایک چوتہا لڑکا پیدا ہوگا۔ یہ پیشگوئی کتاب انجام آتہم اور ضمیمہ انجام آتہم ۱۸۹۶ء میں کیگئی تہی جس کے بعد تیسرے سال یعنے ۱۴ رجون ۱۸۹۹ء کو مبارک احمد پیدا ہوا تہا

(۲) ایک دفعہ جبکہ مبارک احمد کی عمر کوئی دو سال کے قریب ہوگی اُس کو سخت دورۂ ام الصبیان ہوا۔ اس وقت حضرت مسیح موعود اس کے قریب کے مکان میں دعا میں مشغول تہے۔ جب کہ ایک عورت نے پکار کر کہا کہ اب بس کرو کیونکہ لڑکا فوت ہوگیا۔ تب حضرت دعا کرتے ہوئے اس کے پاس آئے اور اس کے بدن پر ہاتہہ رکہا اور خدا تعالیٰ کیطرف توجہ کی تو دو منٹ کے بعد لڑکے کو سانس آنا شروع ہوگیا اور وہ زندہ ہوگیا۔ (حضرت عیسےٰ کے معجزات احیائے موتے بہی اسی قسم کے تہے)

(۳) اگست گذشتہ میں میاں مبارک احمد تپ شدید سے سخت بیمار ہوگیا تہا یہاں تک بار بار غشی تک نوبت پہنچتی تہی اور تپ ایک سو پانچ درجہ تک پہنچ گیا سرسام کی سی حالت تہی کہ سرسام کا خوف ہوکر نومیدی کی حالت ہوچکی تہی ایسی حالت میں الہام ہوا کہ نو دن کا بخار ٹوٹ گیا۔ یہ الہام اخبار بدر مورخہ ۲۹ اگست ۱۹۰۷ء میں قبل از وقت چہپ گیا تہا۔ چنانچہ اس کے مطابق ۳۰ اگست ۱۹۰۷ء بخار بالکل ٹوٹ گیا اور مبارک احمد تندرست ہوکر باغ سیر کرنے کے لئے چلا گیا۔ اور پہر چند روز بخار رہ کر ۴ ستمبر ۱۹۰۷ء کو ٹوٹ گیا اور لڑکا بالکل صحت یاب ہوگیا۔

(۴) اس بیماری سے تو شفا ہوئی لیکن چونکہ خدا تعالیٰ کا ایک پورا نا فرمودہ پورا ہونا تہا۔ اس واسطے ایک دوسری مرض سے مبارک احمد پہر بیمار ہوا۔ کیونکہ ضرور تہا کہ خدا کی مونہہ کی باتیں ساری پوری ہوجائیں اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ مبارک احمد پیدائش سے صرف ایک روز پہلے بذریعہ وحی الٰہی مسیح موعود کو جتلایا گیا کہ یہ لڑکا جلد فوت ہوکر خدا تعالیٰ سے جا ملیگا۔ چنانچہ اِسکی تشریح صاف الفاظ میں حضرت مسیح موعود نے اپنی ۔۔۔ کتاب تریاق القلوب مطبوعہ ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۴۳ میں کردی تہی۔ چنانچہ اس جگہ اصل عبارت نقل کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے

مجہے خدا تعالیٰ نے خبر دی کہ میں تجہے ایک اور لڑکا دونگا اور یہ وہی چوتہا لڑکا ہے جواب پیدا ہوا جس کا نام مبارک احمد رکہا گیا اور اس کے پیدا ہونے کی خبر قریباً دو برس پہلے مجہے دی گئی اور پہر اس وقت دی گئی کہ جب اس کے پیدا ہونے میں قریباً دو مہینے باقی رہتے تہے اور پہر جب یہ پیدا ہونے کو تہا یہ الہام ہوا انی اسقط من اللہ واصیبہ یعنے میں خدا کے ہاتہہ سے زمین پر گرتا ہوں اور خدا ہی کیطرف جاؤنگا میں نے اپنے اجتہاد سے اسکی یہ تاویل کی کہ یہ لڑکا نیک ہوگا اور رو بخدا ہوگا اور خدا کی طرف اسکی حرکت ہوگی اور یا یہ کہ جلد فوت ہو جائیگا۔ اس بات کا علم خدا تعالیٰ کو ہے کہ ان دونوں باتوں میں سے کونسی بات اس کے ارادہ کے موافق ہے۔“

چنانچہ اسی ارادہ الٰہی کے مطابق مبارک احمد ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء روز دوشنبہ کی صبح کو اپنے خدا سے جا ملا۔ اور مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ ایک خورد سال بچہ تہا جو چہوٹی عمر میں فوت ہوگیا اگرچہ اور بہی کئی خورد سال بچے حضرت مسیح موعود کے خورد سالی میں فوت ہوچکے ہیں مگر اس بچے کی عجیب سوانح قابل تذکرہ ہیں کیونکہ وہ طرح طرح کے نشانوں کا مجموعہ تہا۔ اسکی پیدائش کی بہی خدا نے خبر دی اور پہر یہ بہی خبر دی کہ وہ خورد سالی میں وفات پا جائیگا اور پہر یہ بہی خبر دی کہ اسکی پیدائش موجب ترقی اقبال ہوگی چنانچہ اس کے پیدا ہونے کے بعد ہی ترقی شروع ہوئی اور کئی لاکہہ انسان اس سلسلہ میں داخل ہوگیا اور خدا نے ہر یک پہلو سے نصرت اور تائید کی اور اسکی وفات سے کچہہ دن پہلے حضرت مسیح موعود کو دکہلایا کہ ہمارے مکان پر ۔۔۔ بکرا ذبح کیا گیا ہے جسکی تعبیر اسکی موت تہی اگرچہ ہر یک انسان کسی بچہ کے فوت ۔۔۔ سے خواہ کیسا ہی چہوٹا ہو غمگین ہوتا ہے مگر یہ خدا کی رحمت اور اُس کا فضل ہے کہ مبارک احمد کی وفات سے حضرت مسیح موعود کو ایک پہلو سے خوشی ہوئی کیونکہ جیسا کہ پیشگوئی تہی کہ وہ چہوٹی عمر میں فوت ہوجائیگا وہ نشان ظاہر ہوگیا۔ پس اسکی خورد سالی کی موت ہی اسلام کی نصرت اور تائید کا موجب ہوئی اور یہی وہ امر ہے جو حضرت مسیح موعود کے لئے خوشی کا موجب ہوا اس بچے سے بچپن کی حالت میں بعض خوارق بہی ظاہر ہوئے چنانچہ زلزلہ ۴ اپریل ۱۹۰۵ء سے پہلے وہ بار بار یہ کہا کرتا تہا کہ زمین ہل گئی زمین ہل گئی آخر وہ زلزلہ آیا جس کی اس ملک میں نظیر نہیں پائی جاتی تہی اور موت کے قریب اس نے حضرت مسیح موعود کا ہاتہہ اپنے ہاتہہ میں بڑی محبت سے لیا اور ہاتہہ سے ہاتہہ ملایا گویا آخری ملاقات کی۔ اور علاج کرنے والوں کو علاج سے منع کرکے کہا کہ اب مجہے نیند آگئی ہے اور جب دیکہا تو وفات پا چکا تہا۔

غرض یہ لڑکا کیا بوجہ پیدائش کے اور کیا بوجہ اپنی موت کے اور کیا بوجہ ترقیات سلسلہ کے خدا کا ایک نشان تہا اور اس کی پیدائش سے کچہہ دن پہلے حضرت مسیح موعود کو بطور اس کے قول کے یہ الہام ہوا۔ کہ میں خدا کیطرف سے گرتا ہوں اور خدا کے ہاتہہ سے پیدا ہوتا ہوں یعنی میں ناپاک جذبات سے مُطہر اور فرشتوں کی طرح ہوں پس چونکہ وہ مبارک تہا اس لئے اس کا نام مبارک رکہا گیا تہا اور دنیا میں وہ محض نشان دکہلانے کے لئے آیا تہا اور جب وہ پیٹ میں تہا تو کسی نے خواب میں اس کی والدہ کو کہا کہ یہ لڑکا مبارک ہے اس کا نام دولت احمد رکہو مگر دوسرے الہام کے مطابق اس کا نام مبارک احمد ہی رکہا گیا اور وہی نام زیادہ مشہور ہوگیا۔

(۵) اس میں شک نہیں کہ بعض نادان دشمن اس پر خوشیاں منائیں گے لیکن ان کی خوشیاں منانا ہی مومنین کے واسطے ایک نشان ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے آج سے پندرہ ماہ قبل اِس امر کی خبر دی تہی کہ اس لڑکے کے فوت ہونے پر دشمنوں کو خوشی سے اچہلنے کا موقع ملے گا۔ مگر جسقدر وہ خوشی کریں گے اسی قدر اپنے ہاتہوں سے اس پیشگوئی کو پورا کریں گے۔ اور اس بارہ میں چند سطور بطور شہادت اخبار بدر و الحکم سے ذیل میں نقل کیجاتی ہیں۔ ایک وہ الہام ہے جو مخالفوں کی خوشی کو ...

الہام الٰہی۔ دشمن کا بہی ایک وار نکلا۔ وتلک الایام نداولہا بین الناس۔ دیکہو بدر مورخہ ۳ مئی ۱۹۰۶ء و الحکم ۔۔۔ یعنی کوئی ایسا امر تجدید خدا کیطرف سے ظہور میں آئیگا جو کسی فرد کی نسبت جماعت سے کسی فرد کی نسبت صادر ہوگا اور وہ یہ ہے جس سے دشمن خوش ہوجائیگا اور وہ امر رنج وہ خدا کیطرف سے ہوگا۔ یا دشمن ۔۔۔ غم ہوگا ۔۔۔

کہ یہ دن خوشی اور غم یا فتح اور شکست کے ہم نوبت بہ نوبت لوگوں میں پھیرا کرتے ہیں۔ بعض وقت خوشی اور فتح خدا کی جماعت کو ملتی ہے اور دشمن ذلیل اور شرمسار ہو جاتے ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بدر کی لڑائی میں ہوا ...... پھر دوسری مرتبہ جنگ احد میں کفار کی خوشی کی نوبت آئی یعنے جبکہ احد کی لڑائی میں دردناک شہادتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نصیب ہوئیں اور خود آنحضرت زخمی ہوئے اور ایک تہلکہ برپا ہوا۔ اس وقت بعض ان لوگوں کے دلوں میں جو عادت اللہ سے ناواقف تھے۔ یہ خیال بھی آیا کہ جس حالت میں ہم حق پر ہیں اور ہمارے مخالف باطل پر ہیں تو یہ مصیبت ہم پر کیوں آئی تب ان کا جواب اللہ تعالیٰ نے وہ دیا جو قرآن شریف میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے کہ ان تمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہ وتلک الایام نداولھا بین الناس یعنے اگر تم کو احد کی لڑائی میں دکھ اور تکلیف پہونچی ہے تو بدر کی لڑائی میں بھی تو تمہارے مخالفوں کو ایسی ہی تکلیف پہونچی تھی اور ایسا ہی دکھ اور نقصان اٹھانا پڑا تھا ...... اس دن سے جو خدا نے دنیا پیدا کی یہ قانون چلا آیا ہے کہ کبھی کوئی ایسی تائید اور نصرت ظاہر ہوتی ہے جس سے مومن خوش ہو جاتے ہیں اور کبھی کوئی ایسا ابتلاء مومنوں کے لئے پیش آجاتا ہے جو کافر مارے خوشی کے اچھلتے پھرتے ہیں پس اللہ تعالے اس وحی مقدس میں بھی جو آج اس عاجز پر نازل ہوئی فرماتا ہے۔ اور اس بات کیطرف اشارہ فرماتا ہے کہ کچھ عرصہ سے متواتر خدا تعالیٰ کی نصرت اور تائید رحمت کے نشانوں کے رنگ میں اس عاجز کی نسبت ظاہر ہو رہی ہیں جن سے مخالف لوگ ایک سلسل غم دیکھ رہے ہیں۔ اب ضروری ہے کہ بموجب قانون وتلک الایام نداولھا بین الناس۔ ان کو بھی کچھ خوشی پہنچائی جاوے۔ سو اس الہام کی بنا پر کوئی ہمارے لئے ناگوار اور ان کے لئے موجب خوشی کا ظاہر ہو جائیگا .... مذکورہ بالا الہام میں خدا تعالے پیشگوئی کے طور پر فرماتا ہے کہ ایک ناگوار امر ظاہر ہوگا جو کسی قدر دشمنوں کی خوشی کا باعث ہو جائے گا...

مرزا غلام احمد مسیح موعود ۲۹ را پریل ۱۹۰۶ء "

(۶) ۷ مارچ ۱۹۰۷ء کے اخبار بدر میں خدا تعالیٰ کی یہ وحی چھپی تھی۔

" انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ تفہیم یہ ہوئی کہ اہل خانہ خدا تمہارا امتحان کرنا چاہتا ہے۔ تاکہ معلوم کہ تم اس کے ارادہ پر ایمان رکھتے ہو یا نہیں۔ اور وہ تا وہ اے اہل بیت تمہیں پاک کرے جیسا کہ حق ہے پاک کرنے کا۔

یہ وحی انہیں ایام میں چار دفعہ نازل ہوئی تھی اور اب پوری ہوئی ہے۔

(۷) ۴ مارچ ۱۹۰۷ء کو ایک وحی الٰہی اہل بیت مسیح کے متعلق نازل ہوئی تھی کہ " ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر " یہ وحی الٰہی بھی اس بڑے صدمہ کیطرف اشارہ کرتی ہے۔

(دیکھو اخبار بدر مورخہ ۷ مارچ ۱۹۰۷ء والحکم مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۷ء)

(۸) ۱۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو ایک رویا حضرت مسیح کو ہوا تھا جو مفصلہ ذیل الفاظ میں ۱۴ مارچ کے اخبار الحکم میں شائع ہوا تھا " خواب میں میں نے دیکھا کہ میری بیوی مجھے کہتی ہے۔ کہ میں نے خدا کی مرضی کے لئے اپنی مرضی چھوڑ دی ہے اس پر میں نے ان کو جواب میں یہ کہا۔ کہ اسی سے تو تم پر حسن چڑھا ہے "

یہ الہام بھی اب پورا ہوا ہے۔ کیونکہ اپنے نو سالہ جوان پیارے لڑکے کے

الحکم مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۷ء

مرنے پر حضرت ام المومنین نے عام عورتوں کیطرح کوئی جزع فزع نہیں کی نہ کوئی چیخنا چلانا ہوا۔ بلکہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کہکر خدا کی تقدیر پر بالکل صبر کیا۔ اور نہایت حوصلہ کے ساتھ اس مصیبت کو خدا کی رضا کیلئے برداشت کیا۔

(۹) ۱۴ اپریل ۱۹۰۷ء کو تین الہامات حضرت مسیح موعود کو ہوئے تھے۔

۱- لائف آف پین - یعنے تلخ زندگی - ۲- یا اللہ رحم کر - ۳- انی مع اللہ فی کل حال۔ یعنی میں ہر حال میں خدا کے ساتھ ہوں - اس میں اس صبر اور شکر کی طرف اشارہ ہے۔ جو بعد وفات مبارک احمد آپکے چہرہ مبارک سے ظاہر ہو رہا ہے

(۱۰) ۱۴ ستمبر ۱۹۰۷ء کو دوسری مرض کے وقت حضرت کو الہام ہوا تھا۔

لاعلاج ولا یحفظ " جو دو دن بعد پورا ہو گیا۔

. . . .

(۱۱) مبارک احمد کی وفات سے چند سال پہلے حضرت مسیح موعود نے ایک خواب میں دیکھا کہ ایک پانی کا گڑھا ہے میاں مبارک احمد اس میں داخل ہوا اور غرق ہو گیا بہت تلاش کیا گیا مگر کچھ پتہ نہیں ملا۔ پھر آگے چلے گئے تو اسکی بجائے ایک اور لڑکا بیٹھا ہوا ہے۔

(۱۲) مبارک احمد کی وفات سے پہلے صبح حضرت مسیح موعود کو الہام ہوا تھا یوم تاتی السماء بدخان مبین۔ آپ نے اسی وقت سمجھ لیا تھا کہ کوئی ایسا امر ظاہر ہونے والا ہے جو جماعت کیلئے موجب پریشانی ہوگا۔

(۱۳) ۲۰ جولائی ۱۹۰۷ء کو حضرت نے ایک خواب دیکھا۔ کہ ہمارے مکان میں ایک بکرا ذبح کیا گیا ہے۔ ان ایام میں حضرت مولوی نور الدین صاحب علیل تھے۔ چنانچہ اسی واسطے مولوی صاحب کو دوسرے مکان پر رہنے کو کہا گیا۔

مگر دراصل اس سے مراد وفات میاں مبارک احمد ہی تھی۔ یہ رویا حضرت نے ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین اور ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب اور نواب محمد علی خان صاحب کو سنایا تھا مبارک احمد نہایت حلیم طبع بچہ تھا کوئی شوخی اس کی طبیعت میں نہ تھی ایام بیماری میں ہر ایک تلخ سے تلخ دوا کو اس نے بخوشی خود ہی پی لیا تھا۔ قرآن شریف کو خوب پڑھتا تھا۔ اور اردو لکھنا پڑھنا بھی سیکھ گیا تھا۔ ایام بیماری میں بھی ذرا طبیعت اچھی ہوتی۔ تو کتاب لے بیٹھتا۔ باغ جانے کی بہت خواہش رکھتا تھا۔ سو خدا نے جلد باغ میں پہنچا دیا۔ آخر تک ہوش قائم رہا۔ جس صبح کو وفات ہوئی اس سے پہلی رات کو کئی بار حضرت کو بلایا اور آپ کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے کر مصافحہ کیا گویا آخری ملاقات کی .... اللہ تعالیٰ اسے جنت نصیب کرے ....

حضرت نے خود جنازہ پڑھایا۔

(۱۴) تخمیناً اگست میں حضرت نے خواب میں دیکھا تھا۔ کہ آپ مقبرہ بہشتی میں قبر کھدواتے ہیں۔ سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔

نمبر ۳۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۷ء مطابق ۸ شعبان ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

خدا کی تازہ وحی

۲۳ اگست ۱۹۰۷ء - سینالھم غضبٌ من ربّھم

ترجمہ - قریب ہے کہ ان کو ان کے رب کا غضب پہونچیگا -

ستمبر ۱۹۰۷ء - من کان فی نصرۃ اللّٰہ کان اللّٰہ فی نصرتہ

ستمبر ۱۹۰۷ء - لکم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا -

ترجمہ - تمہارے لئے اس دنیا کی زندگی میں خوشخبری ہے -

ستمبر ۱۹۰۷ء - امّن یجیب المضطرّ اذا دعاہ - قل اللّٰہ

ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون -

ستمبر ۱۹۰۷ء - توکلوا علیہ انکنتم مؤمنین -

اگر بسلامِ متّا

تو ہر ایک بلا سے بچایا جائے گا -

ستمبر ۱۹۰۷ء - انا نبشرک بغلام حلیم

مفتری خلیفۃ المسیح کا پہلا نشان

الحکم کے ناظرین بھولے نہیں مولوی فضل حق خلیفۃ المسیح ابن مریم کو جنہوں نے ۱۹۰۲ء میں یہ اعلان شایع کیا تھا کہ مسیح ابن مریم نے مجھکو بتوسل خضرؑ ابطال دعوئے مرزا قادیانی کے لئے مامور کیا ہے اور دس نشان زبردست مجھے دیئے ہیں اور خضر میرے ساتھ ہوگا - اور یہ بھی دعویٰ کیا تھا کہ میں مرزا قادیاں کو مغلوب کر دوں گا -

اس درمیانی عرصہ کی گمنامی کے بعد اب خلیفۃ المسیح کا پہلا نشان ظاہر ہوا ہے جس سے عدالت تک نوبت پہونچ گئی ہے اور اس نشان کی اجمالی کیفیت یہ بیان ہوئی ہے کہ خلیفہ صاحب نے مقام ڈھیری میں ایک زمیندار کی منکوحہ لڑکی کو اغوا کر لیا - نوبت عدالت تک پہونچی اور لڑکی کسی اور کے ہاں چلی گئی اور خلیفہ صاحب بمصداق

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

ہاتھ ملتے اور قسمت کو روتے ہیں - مقدمہ دائر عدالت ہے تفصیلی حالات پھر لکھے جائیں گے - خلیفہ صاحب کو نشان نمائی تو راس نہ آئی کاش وہ اب بھی سمجھ جائے کہ خدا کے ماموروں اور مرسلوں کی ہنسی اور توہین کا نتیجہ تلخ ہوتا ہے -

مرتد ڈاکٹر عبد الحکیم خان کی بے نظیری

حضرت اقدس نے فرمایا جو شخص اپنے آپ کو مسیح سمجھتا ہے رسول سمجھتا ہے رحمت للعالمین ہونیکا دعوی کرتا ہے ۔ ہم عبد الحکیم سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا کبھی ایسا بھی اتفاق ہوا ہے کہ ایسا شخص بیس برس تک دجال کا مرید رہا ہو ۔ یہ اسکی کونسی شامت اعمال ہے اور کونسے برے کرم اس نے کیے ہیں جو دجال کی بیعت رہا ۔ اس قدر ذلت اور رسوائی اٹھائی کہ بیس برس تک شیطان کا مرید رہا ۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی اسکی نظیر تو پیش کرو ۔ کہ ایک شخص مسیح بھی ہو رسول بھی ہو اور پھر بیس برس تک دجال کی بیعت رہا ہو ۔

سچائی کو ظاہر کرنیوالا تناقض

حضرت عیسے علیہ السلام کے آسمان پر جانے کے متعلق فرمایا ۔ کہ وہ ہمارا ایک پرانا تقلیدی خیال تھا اور رسمی طور پر براہین احمدیہ میں لکھا گیا تھا اور یہ بات کہ مسیح ناصری فوت ہو گیا ہے اور آنے والا مسیح میں ہوں خدا کی وحی سے ہے اور خدا کا الہام ہے ۔ جس براہین میں یہ لکھا ہے کہ عیسے آسمان پر چلا گیا اسی میں یہ بھی لکھا ہے اور واضح طور پر لکھا ہے کہ میں مسیح ہوں ۔ جیسے یا عیسے انی متوفیک وغیرہ اگر یہ انسانی کاروبار اور بناوٹی منصوبہ ہوتا ۔ تو یہ ظاہر اتناقض کیوں ہوتا ۔ اگر تقوی ہو اور تھوڑا بہت انصاف ہو تو ایک طرف پر اناد رسمی عقیدہ لکھدینا اور دوسری طرف کل الہامات کا بھی لکھدینا جو اس عقیدہ کے صریح مخالف ہیں ایک ایسی بات ہے جس سے انسان عدم تصنع اور سادگی کا استدلال کر سکتا ہے دیکھو کل الہام مخالف ہیں جیسے یا عیسی انی متوفیک ورافعک الی + انا انزلناہ قریبًا من القادیان ۔ وبالحق انزلناہ وبالحق نزل ۔ صدق اللہ ورسولہ وکان امر اللہ مفعولا ۔

بعض انبیاء کے ساتھ اللہ تعالی کی یہ عجیب حکمت ہوتی ہے کہ ان سے ذہول سرزد ہو جاتا ہے اور وہ ذہول بھی ایک حکمت رکھتا ہے ورنہ سمجھا جاتا کہ بناوٹ سے دعوی کر دیا ہے ۔ اور اس طرح سے تو سمجھ میں آ سکتا ہے کہ جب خزانہ موجود تھا اسوقت دعوی نہ کیا اور اب کر دیا یہ بناوٹ نہیں ہو سکتی ۔

۱۲ ستمبر بوقت ظہر

فرمایا سول اخبار میں لکھا ہے کہ روز مرہ ورز اب اونٹ بیکار ہوتے جاتے ہیں کیسی قطعی طور پر قرآن شریف اور حدیث کی تصدیق ہوتی جاتی ہے حدیث میں لکھا ہے ولیترکن القلاص فلا یسعی علیہا اور قرآن شریف میں واذا العشار عطلت لکھا ہے یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب دنیا میں کوئی مامور من اللہ مبعوث ہوتا ہے تو زمانہ میں جتنی بڑی بڑی کارروائیاں ہوں اور بڑے بڑے انقلاب ظہور میں آویں تو وہ سب اسی کیطرف منسوب کیے جاتے ہیں ۔

آجکل جنگ وجدال کو دور کرنے کیلئے جو بڑے بڑے عہد و پیمان ہو رہے ہیں ۔ اور زمانہ خود بخود صلح اور امن کیطرف رجوع کرتا جاتا ہے ۔ اسپر فرمایا کہ یضع الحرب اور یکسر الصلیب سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ ایک شخص ہوگا اور وہ لڑائیوں میں جا جاکے صلح کراتا پھریگا اور دو دو چار چار آنہ کی صلیبوں کو توڑتا پھریگا کیونکہ اسطرح سے اگر دو چار توڑیں تو سینکڑوں اور بن گئیں ۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ارادہ الہی سے کوئی ہوا ہی ایسی چلیگی اور ایسے اسباب اور وسایل پیدا ہو جائینگے کہ لڑائی دور ہو جائیگی اور صلیب پرستی جاتی رہے گی ۔

فرمایا ہمارے نبی کریم صلعم نے لڑائیوں کے لیے سبقت نہیں کی تھی ۔ بلکہ ان لوگوں نے خود سبقت کی تھی ۔ خون کیے ۔ ایذائیں دیں ۔ تیرہ برس تک طرح طرح کے دکھ دیئے آخر جب صحابہ کرام سخت مظلوم ہو گئے تب اللہ تعالی نے بدلہ لینے کی اجازت دی جیسے فرمایا اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا ۱۷/۱۳ وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ۲/۸ اُس زمانہ کے لوگ نہایت وحشی اور درندے تھے خون کرتے تھے جنگ کرتے تھے طرح طرح کے ظلم اور دکھ دیتے تھے ڈاکوؤں اور لٹیروں کیطرح مار دھاڑ کرتے پھرتے تھے ۔ اور ناحق کی ایذا دہی اور خونریزی پر کمر باندھے ہوئے تھے ۔ خدا نے فیصلہ دیا کہ ایسے ظالموں کو سزا دینے کا اذن دیا جاتا ہے اور یہ ظلم نہیں بلکہ عین حق اور انصاف ہے آنحضرت صلعم کو قتل کرنے کیلئے انہوں نے بڑی بڑی کوششیں کیں ۔ طرح طرح کے منصوبے کیے یہانتک کہ ہجرت کرنی پڑی ۔ مگر پھر بھی انہوں نے آنحضرت صلعم کا مدینہ تک تعقب کیا اور خون کرنیکے درپے ہوئے ۔ غرض جب ہمارے نبی کریم صلعم نے مدت تک صبر کیا اور مدت تک تکلیف اٹھائی تب خدا نے فیصلہ دیا کہ جنہوں نے تم لوگوں پر ظلم کیا اور تکلیفیں دیں انکو سزا دینے کا اذن دیا جاتا ہے اور پھر یہ بھی فرما دیا کہ اگر وہ صلح پر آمادہ ہو دیں تو تم صلح کر لو ہمارے نبی کریم تو یتیم غریب بیکس پیدا ہوئے تھے وہ لڑائیوں کو کب پسند کر سکتے تھے ۔

روپیہ کمانیکا وسیلہ

صداقت خود بخود کر دیتی ہے شہرت نہیں ۔ منافع اللہ کسی کی محنت ضائع نہیں کرتا ہم خوشامد بری سمجھتے ہیں سچ لکھتے ہیں ۔ منہ پر کہتے ہیں کہ کھری کہتے ہیں سچ کہتے ہیں

تمام صاحبان کو خوشخبری سناتا ہوں جسکے سننے سے ہر ایک شخص کو فوراً جوش پیدا ہو کر روپیہ پیدا کرنیکا خیال گذرتا ہے ۔ اسوقت ہندوستانی بھائیوں میں اسبات کا قطعی خیال نہیں ہے کہ ایک دوسرے کے کارخانہ یا تجارت میں مدد ہو ۔ یا جو صاحب تجارت کرنیکا ارادہ رکھتے ہوں ۔ ان کو امداد پہونچا دیں ۔ بلکہ جہانتک ممکن ہوگا ۔ اس بات کی کوشش کریں گے کہ انکی تجارت میں ترقی نہ ہو ۔ اور نقصان پہونچے ۔ اگر ہم کسی قسم کے سوداگر پیشے یا تجارت پیشہ یا آڑتی ۔ بزاز ۔ صراف وغیرہ سے یہ دریافت کرنا چاہیں کہ بھائی فلاں مال کس جگہ سے آتا ہے ۔ اور کس طرف کو جاتا ہے ۔ اور اُس جگہ اس مال کا کیا نرخ ہے ۔ اور کسقدر وزن سے فروخت ہوتا ہے ۔ اور کہاں پر پیدا ہوتا ہے ۔ اور اُس جگہ کون کون معزز دوکاندار آڑتی ہر قسم و سوداگر ہر قسم انکی فہرست معہ پتہ و پیشہ و نام کے بتلا دیجئے گا ۔ تو میرے خیال میں کوئی صاحب بھی اسبات کو ہرگز ہرگز نہیں بتلاویگا ۔ اگر کسی صاحب نے کسیوجہ سے مہربانی فرمائی بھی تو بالکل جھوٹ بتلاویگا ۔ تاکہ یہ تجارت کرنیسے محروم رہجاوے ۔ ایسا ہی موقع بندہ کو پیش آیا جسکی وجہ سے بندہ تجارت کرنے اور فائدہ اٹھانے سے محروم رہ گیا ۔ تب بندہ نے کمر ہمت کو باندھا اور رقم کثیر خرچ کر کے ہندوستان کے چاروں احاطہ میں خود گشت کیا اور ایک کتاب نایاب ادگر سین تجارت تیار کی ۔ جس کے اندر دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے ۔ اور ہر قسم کے دوکانداروں کے نام و پتہ و پیشہ علیحدہ علیحدہ ہر ایک جگہ کے وکلاء و مختاراں کے نام و اخبارات کے پتے ۔ حکیم و بید و ڈاکٹر ۔ رئیس و امیر ۔ آنریری مجسٹریٹ وغیرہ کے پتے تفصیلوار کتاب ہذا میں درج کیے ہیں ۔ جسکے ذریعہ سے ہر ایک آدمی تجارت پیشہ ہزارہا روپیہ پیدا کر سکتا ہے یا در کتاب کی سچائی اسطرح ظاہر ہو سکتی ہے کہ اپنے شہر کے سوداگران وغیرہ کے نام و پتہ و پیشہ ملاحظہ فرمالیجئے گا ۔ نیز اس کتاب میں ایک عجیب طریقہ افیون سے رنگ پیدا کرنے کا لکھا ہے جس ذریعہ سے افیون کے سٹے کے سوداگروں کو ہزارہا روپیہ کا فائدہ پہونچتا ہے اور ہو رہا ہے ۔ اگر کتاب پسند نہ آوے اُس کو ہم واپس لے سکتے ہیں ۔

۲۰ اکتوبر ۱۹۰۵ء تک کی خریداری قیمت ع۸ اور بعد کے خریدار کو ہے ۔ کتاب ہذا چھپکر تیار ہو چکی ہے ۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار ۔ ملنے کا پتہ ۔ بمقام دیوبند ضلع سہارنپور ۔

سورۃ التکاثر پر حکیم الامۃ کا خطبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ؕ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ؕ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ؕ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۙ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۙ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝

اللہ جل شانہ نے انسان کو ایسا تو بنایا ہے کہ یہ کھانے کا بھی محتاج ہے پینے کا بھی محتاج ہے کپڑے کا محتاج ہے مکان اور بیوی کا بھی بہت محتاج ہے۔ بچوں کی بھی ایک حاجت مخفی در مخفی رکھتا ہے۔ عزت کو بھی چاہتا ہے اور ذلت سے بھی بچنا چاہتا ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت سی خواہشیں لگا رکھی ہیں جس سے کوئی انکار نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر کوئی پاگل ہو تو اور بات ہے پاگل اور عقلمند میں بھی ایک بڑا بھاری فرق ہے۔ پاگل کی باتیں سن سنکر عقلمند بول اٹھا کرتے ہیں کہ یہ تو بڑا احمق ہے۔

بہت بولتے رہنا اور زیادہ بکواس کرتے رہنا بھی احمق کا کام ہے اور جو آٹھوں پہر چپ رہے وہ بھی پاگل ہوتا ہے۔ بہت بولنا اور بہت چپ پاگل اور احمق کا نشان ہے۔ جو شخص ہمیشہ کھانے پینے میں مصروف رہے وہ بھی پاگل اور جو نہ کھائے وہ بھی پاگل غرض جب بات حد سے بڑھ جائے تو وہ جنون ہوتا ہے۔

خواہشیں تو بیشک انسان کو بہت لگی ہوئی ہیں۔ خواہ کتنے ہی امور کیوں نہ ہوں اور خواہ کیسی ہی حاجتیں کیوں نہ ہوں ان تمام کاموں میں انسان تکاثر کو چاہتا ہے۔ اکثر اوقات انسان چاہتا ہے کہ عیش و عشرت کے ایسے ایسے سامان میسر آجاویں ایسا مکان ہو ایسا لباس ہو۔ اور یہ سب خواہشات انسان کے شامل حال ہیں پھر ان میں غلطی کیا ہے؟ خدا تعالیٰ نے ہی ایک دعا سکھائی ہے یعنی رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً اس دعا میں اللہ کریم سے اسی دنیا میں حسنہ مانگی گئی ہے۔ مگر یاد رکھو غلطی صرف یہ ہے کہ ناجائز طریقوں سے یہ خواہشات پوری کرنیکی کوشش کیجاوے اور ان دہندوں میں پھنس کر اپنے مولا سے انسان غافل ہو جاوے اللہ جل شانہ سے غفلت بہت بری بلا ہے۔

اکثر انسان آنکھیں بھی بند کیا کرتے ہیں اپنے گھٹنوں میں سر بھی رکھا کرتے ہیں۔ نادان سمجھتا ہے کہ یہ جناب الٰہی میں دھیان لگائے بیٹھے ہیں اور روحانی نظارہ دیکھ رہے ہیں مگر وہ وہی دیکھتا ہے جو ظاہرا دیکھنے کا عادی ہے۔ پھر اسی غفلت عن اللہ میں مر جاتا ہے۔

كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ؕ

اس غفلت کا بد نتیجہ تم سمجھ ہی لو گے پھر ہم ہشیار کر کے تمہیں کہتے ہیں کہ تم ضرور سمجھ لوگے۔ آج جو فعل انسان کرتا ہے کل کے لئے یہ ایک سبب ہوتا ہے اور کل جو فعل انسان کرے گا وہ پرسوں کے لئے ایک سبب ہوگا

حضرت حکیم الامۃ یہاں تک خطبہ پڑھ چکے تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گھر پر بلا بھیجا۔ اسپر حضرت حکیم الامۃ سنتے ہی چل پڑے اور فرمایا "تم لوگ ٹھہرے رہو حضرت صاحب نے بلایا ہے حضرت کا بچہ بیمار ہے میں ابھی آتا ہوں" تھوڑی دیر کے بعد واپس تشریف لائے اور باقی ماندہ خطبہ اپنی زبان مبارک سے یوں فرمانا شروع کیا۔

انسان کی عادت میں یہ بات داخل ہے کہ جب کبھی اسے کوئی علم حاصل ہو جاتا ہے بشرطیکہ وہ علم صحیح ہو اور علم والا عقلمند ہو تو پھر اس علم کے خلاف عمل نہیں کرتا۔ انسان کیا بلکہ حیوان بھی ایسا نہیں کرتا۔ دیکھو ایک اونٹ کتنا بڑا حیوان ہے مگر ایک بچہ بھی نکیل ڈال کر کہیں کا کہیں لئے پھرتا ہے مگر ایک گڑھے میں داخل کرنے کے لئے اسے کھینچیں تو وہ نہیں جاتا۔ کیوں نہیں جاتا صرف اس لئے کہ اسے صحیح علم گڑھے کا حاصل ہے۔ اور یہ کہ اسمیں ہلاکت ہے۔

میں نے اپنے بچوں کو دیکھا ہے کہ اگر گرم غذا انہیں دیں یا ان کا ہاتھ اٹھا کر اس گرم غذا پر رکھیں تو وہ پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ اور کھاتے نہیں کیونکہ انہیں صحیح علم حاصل ہو جاتا ہے۔

جو لوگ قرآن مجید کو خدا کی سچی کتاب اور محمد رسول اللہ صلعم کو خدا کا سچا رسول اور نبی یقین کرتے ہیں۔ آئمہ کو سچا سمجھتے ہیں کسی واعظ کو سچا سمجھتے ہیں وہ سوچیں کہ کیا ان لوگوں کے ذریعہ سے انہیں صحیح علم حاصل نہیں ہوا کہ ان کاموں سے خدا راضی ہے اور ان باتوں سے ناراض ہے؟ پھر کتنے افسوس کی بات ہے کہ باوجود سننے کی بھی تم علم کے خلاف کرتے ہو۔ خوب یاد رکھو کہ صحیح علم کے خلاف کرنا بہت برا ہوتا ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ صلعم خاتم النبیین رب العلمین ہمارا رہبر ہے اور ہمارے زمانہ کا امام انکی اتباع کو نجات کا موجب سمجھتے ہیں۔ پھر یہ کیسا علم ہے جو ان سب باتوں سے ہمیں غافل کر دیتا ہے۔

دنیوی کاموں میں مختلف اغراضوں میں کچہریوں میں جھوٹی قسمیں۔ حرفہ پیشہ۔ تجارت۔ ملازمت میں ایسے اعمال کہ گویا اللہ پر ایمان نہیں۔ یہانتک کہ نمازوں میں بھی ریا۔ یہ کیا سر ہے۔ سچ تو یوں ہے کہ یقین کم ہے۔

كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ

تم لوگ اگر یقین رکھتے تو جزا و سزا کا خیال کرکے برے کاموں سے نفرت اور اچھے کاموں سے محبت رکھتے۔

ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ

اور یاد رکھو کہ یہ صرف علم ہی نہیں رہے گا بلکہ تمہیں یہ بھی دکھا دیں گے کہ تمہارے اعمال کا کیا نتیجہ ہے۔

ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ

اور پھر تم سے سوال کیا جائے گا کہ تمہیں ہاتھ پاؤں آنکھ کان زبان علم و دولت دیا گیا ہادی تمہاری طرف بھیجے گئے اور پھر ہم مسلمانوں کا تو رسول ہی افضل الرسل خاتم النبیین ہے جو ہماری رہبری کے لئے آیا وہ تمام نبیوں کی فضیلتوں کا مجموعہ ہے ہماری کتاب قرآن مجید بھی محفوظ اور جامع کتاب ہے۔ ہمارے نبی کریم صلعم کی امت میں ہمیشہ مجدد ہوتے رہے اور پھر موجودہ زمانہ کا امام جس کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں ہمارے پاس موجود ہے۔ پھر اتنی غفلت! اس سے ضرور پوچھے جاؤ گے اور نتیجہ بھگتو گے۔

اس غفلت کو دور کرنے کے میں تین علاج تم لوگوں کو بتاتا ہوں۔ پہلا علاج تو یہی ہے جو تمام انبیاء کا اجماعی مسئلہ ہے اور وہ ہے استغفار۔ یاد رکھو۔ انسان کی بدیاں اور بدیوں کیطرف اسکو کھینچتی ہیں اور اسکی نیکیاں اور نیکیوں کیطرف اس کو کھینچتی ہیں۔ استغفار کا مطلب یہ ہے کہ اے میرے خدا میری غفلت غلط کاریاں اور ناراض کرنیوالی باتیں اور عدول حکمیں جو مجھے یاد ہیں یا میری یاد سے بھول گئی ہوئی ہیں ان کے نتائج سے مجھے بچا لے اور آیندہ غلطیوں سے محفوظ رکھ۔

دوسرا علاج یہ ہے کہ لاحول بہت پڑھے۔ اپنی عاجزی کا اقرار کرے اور اپنے آپ کو محض کمزور اور ناکارہ سمجھے اسطرح سے بہت فائدہ ہوگا اور بڑی مدد ملے گی۔

تیسرا علاج یہ ہے کہ دعائیں بہت مانگے۔ اپنے محسنوں کے لئے ہی دعا کرے انہیں دعاؤں میں سے ایک دعا اور بڑی اعلے دعا درود شریف ہی ہے جو اپنے پیارے محسن اور نہایت ہی عظیم الشان محسن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مانگی جاتی ہے وہ ہمارا بڑا بھاری محسن ہے۔ ایسے محسن پر اللہ جل شانہ اپنے خاص خاص فضل اور عام رحمتیں کرے تاکہ اس کے بدلہ میں ہم پر بھی خاص رحمتیں اور عام فضل ہو۔ چاہیے کہ درود شریف بہت پڑھا جاوے اور اپنے محسن کے لئے بہت دعا مانگی جاوے۔ تاکہ ہم پر بھی رحم ہو۔ اللہ کریم ہم سب کو توفیق دے۔ آمین۔

محمد ظہیر الدین عفی عنہ۔

فیصلہ قرآنی پر نظر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

لا تزر وازرة وزر اخرى۔ تو خیر قرآنی حکم تھا ممکن ہے کہ فیصلہ قرآنی تحریر کرتے وقت ڈاکٹر صاحب کی عقل کہیں گھاس گئی ہو مگر کیا ڈاکٹر صاحب کو اپنے ہاں کے مریضوں کا روزمرہ کا تجربہ بھی ہباءً منشورا کر دینا لازم تھا کیونکہ جو شخص بیمار ہوتا ہے اوسی کے دوا کھانے سے اوس کو صحت ہوتی ہے نہ یہ کہ اوس کی جگہ دوسرے کو دوا پلانے سے مریض کو صحت ہو۔ یا شاید ڈاکٹر صاحب کے تجربہ میں ہی یہ امر آیا ہو کہ زید کے دوا استعمال کرنے سے بکر مریض کو صحت ہو گئی ہو کیونکہ اپنا اپنا تجربہ ہی ہے اگرچہ یہ امر قرآن سے مخالف ہے مگر ڈاکٹر صاحب کیا کریں اون کا تجربہ یہی کہتا ہے اور گو لامویت کے رنگ سے ہی تو نیا رنگ دکھلاتا تھا۔ مگر ہم تو ضرور کہیں گے کہ ڈاکٹر صاحب نے فیصلہ قرآنی عنوان رکھکر سخت غلطی کی کھائی ہے کیونکہ اگر انہوں نے یہ عنوان رکھا ہی تھا تو کم از کم اون کو کچھ تو قرآن سے حصہ لینا چاہیے تھا نہ یہ کہ ادہر اودہر کی ترٹلیات کا نام فیصلہ قرآنی رکھ لینا مگر درحقیقت مرزا صاحب کے نعوذ باللہ جھوٹے دعوی کی گرنی کیوجہ سے طاعون۔ اخلاص ہیضہ۔ زلزلے اموات وغیرہ آتے ڈیپے جاتے ہیں تو کیا یہ لازم نہ تھا کہ یہ میرزا صاحب کا ہی پہلے خاتمہ کرتے جس صورت میں کہ مولا کریم کی بھی یہی مرضی ہے کہ جھوٹا مدعی نبوت تباہ کیا جاوے اور اوس کو ناکام اور نامراد کہا جاوے تاکہ سچوں کے نام کی توہین نہ ہو۔ غور کیجئے قرآن مجید فرماتا ہے کہ ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا او كذب بايته انه لا يفلح الظلمون۔ یعنی اوس سے بڑھکر اور کون ظالم ہے جو خدا پر جھوٹا بہتان باندہے یا آیات اللہ کی تکذیب کرے (اسمیں شک نہیں) کہ (ایسے) ظالموں کو فلاح یعنے کامیابی نہیں ہوتی بلکہ اون کو ناکام نامراد رکھا جاتا ہے۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ڈاکٹر صاحب اور انکی امثال میرزا صاحب کو بڑے شد و مد سے جھوٹا بیان کرتے ہیں مگر وہ ہیں تو کامیابی پر کامیابی حاصل کرتے جاتے ہیں اور ان کے مخالف اور معاند ہر میدان میں خسران میں مبتلا ہوتے ہیں اور ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھتے ہیں۔ ہماری فکر کام نہیں دیتی کہ ڈاکٹر صاحب نے اسرار التلیث میں کیا گل کھلائے ہونگے جس حالت میں کہ وہ زید کے گناہ میں بکر کا پکڑا جانا تسلیم کرکے عیسائیت کی تائید کرتے ہیں جسکو کہ عقل نقل کے علاوہ تجربہ صحیحہ بھی رد کرتا ہے کیونکہ ڈاکٹر صاحب میرزا صاحب کے نعوذ باللہ جھوٹے دعوی کو خلقت کی تباہی ذریعہ قرار دیتے۔ لہذا صاف ظاہر ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے اعتراض کی شق دویم محض غلط اور قطعًا ناقابل سماعت ہے۔ ہاں یاد آیا کیا ڈاکٹر صاحب اون حضرات سے کم ہو سکتے ہیں کہ جنہوں نے تین پیغمبروں کے جھٹلانے کے علاوہ اون کو کہا تھا۔ کہ انا تطيرنا بكم لئن لم تنتهوا لنرجمنكم وليمسنكم منا عذاب اليم۔ سورہ یٰسین۔ یعنے یہ کہ ہمنے تم کو (بڑا) منحوس پایا کہ (تمہارے آتے ہی مبتلائے قحط وغیرہ ہو گئے) اگر تم (اپنے وعظ و نصیحت سے) باز نہ آؤگے تو ہم تم کو ضرور سنگسار کر دینگے اور ضرور تم کو ہم سے بڑی سخت ایذا پہونچیگی۔"

پس ڈاکٹر صاحب بھی میرزا صاحب کے دعوی کو ان عذاب کا ایسا ہی باعث ٹھیراتے جس کے لئے لازم اور مناسب یہی ہے کہ جو اون مرسلان الٰہی نے جواب دیا تھا وہی ڈاکٹر صاحب کو جواب سنایا جاوے۔ غور کریں کہ ان مرسلان الٰہی نے یہ کہا تھا کہ قالوا طائركم معكم ائن ذكرتم بل انتم قوم مسرفون۔ یعنے (ان پیغمبروں نے کہا کہ یہ تو تمہاری شامت اعمال ہے کہیں بھی رہو تمہارے ساتھ ہے کیا اس سے کہ تم کو سمجھایا گیا تم الٹا ہم کو اولا بنا دیتے۔ نہیں بلکہ تم لوگ ہو ہی حد عبودیت سے بڑھے ہوئے۔ مجھکو تعجب ہے کہ ڈاکٹر صاحب باوجود ایسی خرابی تسلیم کرنے کے کہ "یہ سب کچھ احکام قرآنی سے انحراف کا نتیجہ ہے جو حوادث سماوی نازل ہو رہے ہیں" یہ بیہودہ ایسی بات اپنی زبان اور زبان قلم سے نکالتے ہیں جنکا ان مذکورہ بالا خرابی کے قبول کرنے کے بعد اون کا کسی طرح بھی حق نہ تھا۔ اس لئے ثابت ہوا کہ ڈاکٹر صاحب صاحب نے جو کچھ لکھا وہ "فیصلہ قرآنی" نہیں ہے بلکہ سراسر شیطانی ہے۔ سنئے! ہم آپ کو سناتے ہیں کہ قرآن شریف نے ان عذابوں کی وجہ کیا بیان کی ہے۔

(الف) وما كنا مهلكي القرى الا واهلها ظالمون۔

(ب) ولقد ارسلنا الى امم من قبلك فاخذنهم بالباساء والضراء لعلهم يتضرعون فلولا اذ جاءهم باسنا تضرعوا ولكن قست قلوبهم وزين لهم الشيطن ما كانوا يعملون

سورہ انعام مذکورہ بالا آیت کا مطلب اس سے پہلے لکھا جا چکا ہے اس آخرین کا ترجمہ یہ ہے کہ (اے پیغمبر) تم سے پہلے بھی جو امتیں ہو گذری ہیں ہم ان کی طرف بھی پیغمبر بھیج چکے ہیں پھر جب انہوں نے پیغمبروں کا کہنا نہ مانا تو ہم نے ان کو سختی اور تکلیف میں گرفتار کیا تاکہ وہ ہمارے حضور گڑگڑائیں تو جب انپر ہمارا عذاب آیا تھا کیوں نہیں گڑگڑائے مگر ان کے دل سخت ہو گئے تھے

اور جو اعمال بد کیا کرتے تھے اون کی شیطان (سیرت) نے (اونکی نظروں میں) اون کو اچھے کر دکہائے تھے۔

یہ جو طاعون۔ ہیضہ۔ افلاس۔ زلزلے۔ اموات کے آنے کا باعث کہ اللہ تعالیٰ نے ضرورت حقہ کے لحاظ سے جس کا کہ ڈاکٹر صاحب کو بھی اقرار ہے اپنا ایک رسول (میرزا صاحب) کو بہیجا بجائے اس کے کہ اس کے کہنے پر عمل کیا جاتا اولٹا اوس کے وجود کو اور دعووں کو موجب عذاب گردانا و مانا جاتا ہے یعنے کہا جاتا ہے کہ اس کے جہوٹے دعویٰ کے باعث یہ عذاب آئے ہیں اور اگر وہ اس دعویٰ کو چھوڑ دے تو تمام عذاب دور ہو جاوینگے۔ حالانکہ اپنا خود اقرار ہے کہ ان عذاب کا باعث احکام الٰہی سے انحراف ہے پھر لطف یہ کہ فیصلہ قرآنی لکھنے کو تو بیٹھ گئے مگر یہ نظر آیا کہ قرآن نے اسکی نسبت کیا بیان کیا ہے۔

قولہ - انبیاء کرام علیہ السلام رحمت و برکت کے موجب تھے نہ کہ زحمت و نکبت کے۔ حضور انور صلعم کی برکت سے عرب کے پہاڑ گلزار بن گئے۔

اقول - انبیاء کرام علیہم السلام کے وجود مومنین کے لئے باعث رحمت برکت۔ موجب نجات فلاح و بہبودی کا ذریعہ اور منکرین معاندین کے لئے موجب زحمت نکبت۔ ہلاکت۔ تباہی اور بربادی کا ذریعہ۔ غور کیجئے۔ فرعون۔ ہامان۔ ابوجہل۔ ابولہب۔ لیکھرام۔ عبد اللہ آتھم۔ مولوی غلام دستگیر قصوری۔ فقیر مرزا وغیرہ وغیرہ منکرین و معاندین کے واسطے حضرت موسےٰ و آنحضرت صلعم اور میرزا صاحب کے وجود باعث نکبت۔ ہلاکت۔ تباہی۔ بربادی کا ذریعہ تھے۔ غور کریں قرآن کیا ارشاد فرماتا ہے ہم آپ کو قرآن سے اس کے متعلق فیصلہ سناتے ہیں اگرچہ فیصلہ قرآنی ہی آپ کو تحریر کرنا چاہئے تھا مگر شاید کسی وجہ سے قرآن نہ آپ کو دیکھ دیئے۔ سنئے قرآن فرماتا ہے کہ وما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین فمن آمن واصلح فلا خوف علیہم ولا ھم یحزنون والذین کذبوا بایاتنا یمسھم العذاب بما کانوا یفسقون سورۃ انعام یعنے پیغمبروں کو ہم صرف اس غرض کے لئے بہیجا کرتے ہیں کہ (نیکوں کو) خوشخبری سنائیں اور (بدوں کو عذاب سے) ڈرائیں تو جو ایمان لایا اور اس نے (اپنی حالت کی) اصلاح کر لی تو ایسے لوگوں پر نہ تو کسی قسم کا خوف (طاری) ہوگا اور نہ وہ آزردہ خاطر ہونگے۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا انکی نافرمانیوں کی سزا میں (ہمارا عذاب انپر نازل ہو کر رہے) گا یہ ہے اصل قرآنی فیصلہ چنانچہ اسی کے مطابق ہوتا ہے جیسا کہ آپ نے بہی شروع مضمون میں تسلیم کیا ہے کہ "یہ سب کچھ احکام الٰہی سے انحراف کا نتیجہ ہے" پھر میرزا صاحب کے دعویٰ پر الزام لگانا عجب عقلمندی پر دال ہے!

قولہ - جناب میرزا صاحب لعّان و سخت گو ہیں حالانکہ خلق عظیم نشان نبوت ہے۔

اقول - کیا انحراف احکام الٰہی پر زجر کرنی واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا پر عمل درآمد کرنے کے لئے ہدایت کرنی اور بدعات سیئہ کے جاری کرنیوالوں کی بدعات سیئہ کا قلع قمع کرنا اور قرآن شریف کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے سینکڑوں نئے فرقے بنانے والوں کا قرار واقعی دلائل قرآنیہ و حدیثیہ و عقلیہ و نقلیہ و تجربہ صحیحہ کے ذریعہ قافیہ تنگ کرنا تیری نزدیک سخت گوئی ہے؟ کیا جس نے سانپو! اور سانپ کے بچو! اور حرام کار کہا تہا وہ تمہارے نزدیک لعّان اور سخت گو نہ تہا؟ کیا تبت یدا ابی لہب و تب

سنانیوالے اور علماء یہود کو کمثل الحمار یحمل اسفارا کا خطاب دینے والے اور مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذالک زنیم سنانیوالے کو تو صاحب خلق عظیم تسلیم کرنے سے منکر ہے؟ خوب یاد رکھو اگر امر واقعی کا کہنا ہر طرح جائز ہے پھر اعتراض کیا ہوا؟ اگر میرزا صاحب نے کسی ملاں کو کچھ کہا ہے تو اول تو وہ تمہارے بیان کے مطابق بدعات سیئہ کے جاری کرنیوالے۔ احکام الٰہی سے انحراف کرنیوالے۔ قرآن شریف کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نئے فرقے بنانیوالے ہیں دوم انہوں اول مرزا صاحب قبلہ کو اس قدر نالایق نالایق خطاب دیئے ہیں کہ میرزا صاحب کبھی ایسے الفاظ زبان پر لا سکتے ہی نہیں۔

قولہ - مماثلت مسیح علیہ السلام تب ثابت ہو سکتی ہے جبکہ مرزا صاحب میں بہی ویسے ہی خرق عادت معجزات ہوں۔

اقول - یہ کوئی ضروری نہیں کہ مثیل نبی میں کلی طور پر مماثلت کسی نبی کی پائیجاوے ہاں جزوی کا ہونا ضروری ہے جیسے کہ آنحضرت صلعم بموجب ارشاد ربانی انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ الایۃ کے مثیل موسےٰ تھے اس کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ جس طرح حضرت موسےٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دی تھی اسیطرح جناب محمد رسول اللہ صلعم نے بنی اسمٰعیل کو بتوں کی غلامی سے نجات دی جسطرح فرعون دریا نیل میں ڈوب کر تباہ ہوا اسی طرح ابوجہل (جو مثیل فرعون تہا) جنگ بدر میں مارا جا کر موجب نجات بنی اسمٰعیل کا بتوں کی غلامی سے ہوا۔ لیکن اگر یہ ضروری ہے کہ مثیل میں کلی طور پر مماثلت ہو تو آنحضرت صلعم کو مثیل موسےٰ ثابت کرنا ہی مشکل ہوگا۔ دوئم یہ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو تمام مسلمان شیر خدا۔ اسد اللہ۔ حیدر یقین کرتے ہیں تو کیا ڈاکٹر صاحب کے نزدیک جناب علی کرم اللہ وجہہ کا ویسی طرح پنجہ شیر ہونا ضروری ہے جیسے کہ جنگلوں میں پائیجاتے ہیں اگر نہیں تو دوسروں کے واسطے یہ وجوہات پیش کرنا چہ معنے دارد؟ اس کے علاوہ یہ تو فرمایئے کہ پیر مہر علی شاہ صاحب جو آپ کے نزدیک مسیح الزمان ہیں، ان میں کیا ایسے خرق عادت امور ہیں جو آپ کے خیال میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام میں تھے جو کہ آپ کے ہی الفاظ میں آپ کے روبرو پیش کئے جاتے ہیں غور سے ملاحظہ کر کے جواب دیں اگر یہ خارق عادات امور جو آپ حضرت عیسےٰ میں مانتے ہیں پیر گولڑوی میں ثابت نہ کر سکے اور یقیناً نہ ثابت کر سکینگے تو براہ عنایت جواب دیں کہ آپ نے پیر گولڑوی کو مسیح الزمان کیوں بیان کیا جس حالت میں کہ آپ کے نزدیک اون میں ویسے ہی خرق عادت ہونا ضروری ہیں۔ اور وہ خارق عادت امور یہ ہیں جو بقول آپ کے پیر گولڑوی میں ہونے ضروری ہیں۔

(الف) حضرت عیسےٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے کیا پیر جی بہی بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں؟

(ب) حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے مہد میں گفتگو کی تہی کیا پیر جی نے بہی ایسی ہی کی ہے؟

(ج) (حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے) اندھوں۔ لنگڑوں۔ جذامیوں کو اچھا کیا۔ چہ جائیکہ پیر گولڑوی جی نے کرم الدین کے مقدمہ کے ایام میں بیماری سے ہی فرصت نہیں پائی۔ نہ معلوم کہ ڈاکٹر صاحب نے کیوں پیر جی کو مسیح الزمان بنا مارا ہے اور کہ میرزا صاحب کو بعض بیماریوں کا ہونا یاد دیکھا

دورہ ہونا نبی کریم صلعم کی صداقت کی دلیل ہے کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ مسیح موعود دو زرد چادروں میں آویگا جس کا مطلب علم تعبیر کے لحاظ سے یہی ہے کہ اس کو دو بیماریاں لاحق ہونگی جسکی صداقت اپنے وقت پر اظہر من الشمس ہے۔

(د) حضرت عیسے السلام نے مردوں کو زندہ کیا مگر پیرجی کی دعا سے کوئی مردہ زندہ نہوا اور نہ اون کی دعا یا مردے زندہ کرنے کا کوئی زندہ نمونہ دیکھنے والا موجود ہے۔ بخلاف اس کے مرزا صاحب کی دعا سے زندہ ہونیوالے اب تک موجود ہیں اور زندہ گواہ ہیں۔ اور یہ کہ مرزا صاحب کی دعا سے مخالفانِ دین اسلام کا تباہ ہونا آنحضرت صلعم کی صداقت کی دلیل ہے کیونکہ آپ (صلعم) نے فرمایا ہے کہ مسیح موعود کے منہ کی پھونک سے مخالف مریں گے۔ پس مرزا صاحب کی منہ کی پھونک سے مخالفانِ دین کا مرنا ایک گونہ مرزا صاحب کے دعوی کی تصدیق ہوئی نہ کہ ان کے دعوے کی تردید۔ مگر ڈاکٹر صاحب کے اعتقاد کے بموجب چونکہ پیرجی مردے زندہ کرنے پر ہی مسیح الزمان ہوسکتے ہیں اور پیرجی سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہیں لہذا سوال ہے کہ پیرجی کو آپ نے کیوں مسیح الزمان لکھا ہے؟

(ھ) بقول ڈاکٹر صاحب حضرت عیسے مٹی کے جانور بناکر اون میں پھونک مارکر اوڑا دیا کرتے تھے مگر پیرجی سے کوئی ایسی حرکت ظاہر نہیں ہوئی۔ اگر ڈاکٹر صاحب نے ملاحظہ کی ہو تو اوس کا بین ثبوت پیش کریں ورنہ بتلاویں کہ انہوں نے پیرجی کو کیوں مسیح الزمان تسلیم کیا ہے؟

(و) حضرت عیسے علیہ السلام بقول ڈاکٹر صاحب اشاعت اسلام کیواسطے شہر بشہر پہرے مگر پیرجی اشاعت اسلام کی خاطر کبھی باہر نہیں نکلے تاں اپنے تئیں سید مشہور کرتے اور مرید بناتے کبھی طرا کتر گئے ہیں جو ڈاکٹر صاحب کے اعتقاد کے بموجب بدعات سیئہ کے جاری کرنے اور واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا ولا تفرقوا کے خلاف کرنے کا نتیجہ ہے جس کو ڈاکٹر صاحب کبھی تسلیم نہیں کرسکتے۔ معلوم پہر کیا ایسی مماثلت نظر آئی جو پیر صاحب کو ڈاکٹر صاحب نے مسیح الزمان بنا مارا؟ اجی مماثلت کیا خاک نظر آتی تھی پیر اس پے پرندہ مریداں می پرانند پر ڈاکٹر صاحب نے عمل درآمد کیا ہے اور جس شخص کو قرآن کی مطلق خبر نہ ہو اور جو تفسیر القرآن عربی کے بنانے پر قادر نہ ہوسکے اور حیلے دہانے کرکے ٹلے کہ کسی طرح یہ بلا سر سے ٹلے اور عزت بھی قایم رہے وہ کیا خاک اشاعت اسلام کرسکتا ہے بلکہ ایسے کو جرأت ہی تو نہیں ہوسکتی۔ باوجود ان دلایل لاطایل کے اگر ڈاکٹر صاحب کے دماغ میں پیرجی کے مسیح الزمان ہونے کا خبط گہسا ہوا ہے تو مرد میدان بنکر اپنے اعتقاد کے بموجب اون کو مسیح الزمان ثابت کریں یا اقرار کریں کہ انہوں نے محض یہ ایک زٹل ہانکی ہے کہ پیرجی مسیح الزمان ہیں۔

قولہ - مرزا صاحب پر جو یہود و نصاری و مشرکین ایمان لائے ہوں ان کے نام بتا دیجئے۔ کیا مرزا صاحب مسلمانوں کو ہی کافر بنانے کے واسطے ہیں؟

اقول - اس کے متعلق شاید اسقدر عرض کردینا کافی سے زیادہ ہوگا کہ یہود وہ تھے کہ جنہوں نے کلام اللّٰہ کی تحریف کی اور کچھ سے کچھ معنے و مطالب بناکے کلام اللہ میں انسانی کلام داخل کیا واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا ولا تفرقوا کے خلاف عمل درآمد کیا۔ سو یہی حال علماء اسلام نے کیا مگر چونکہ کلام اللّٰہ کے ظاہر الفاظ کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالے نے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ میں کیا تھا اس لئے یہ حضرات کلام اللّٰہ کے ظاہر الفاظ کی تحریف پر قادر نہ ہوسکے۔ لہذا انہوں نے معانی و مطالب میں تحریف کرکے کچھ کے کچھ معنے و مطالب بنائے جس کا کہ ڈاکٹر صاحب کو باوجودیکہ ہم سے بہت سا اختلاف رکھتے ہیں اقرار ہے جیسے کہ وہ خود "فیصلہ قرآنی" میں تحریر کرتے ہیں کہ "یہ سب کچھ انحراف احکام الٰہی کا نتیجہ ہے اور واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا ولا تفرقوا کے برخلاف چلنے کا ثمرہ۔ علماء دین متین جو وارث الانبیاء کہلانے کے مستحق تھے دین نبوی صلعم میں ہر طرح کی بدعات سیئہ جاری کررہے ہیں اور قرآن شریف کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے سینکڑوں نئے فرقے بنا رہے ہیں۔" پس صاف ظاہر ہے کہ یہودی یہی حضرات ہیں جو یہودیوں کی سی خصلت اختیار کرتے ہیں چنانچہ مولوی ثناء اللہ امرتسری جو ہمارے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سیاہ مخالفین میں سے ہیں خود ہی اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ جو آیت یہودیوں کے حق میں تھی وہ ان حضرت کے حق میں ہے یعنے یہ کہ تحسبھم جمیعًا وقلوبھم شتی۔ دیکھو اہل حدیث نمبر ۴۶ جلد ۳ مولویصاحب کے اس اقرار کرانے پر ہم نے شرح صدر سے آپکی تائید کی تھی اور کہا تھا بیشک مولویصاحب جو کچھ آپ نے فرمایا ہے وہ حق فرمایا ہے مگر ہاں یہ سوال ضرور کیا تھا کہ جب آپ یہودی بن گئے با وجود آنحضرت صلعم کا کلمہ پڑہنے کے تو مسیح اسرائیلی کا آنا چہ معنے دارد؟ آپ کے یہودیت کے اقرار کرنے سے ہماری سمجھ میں یہ مسئلہ اچھی طرح سے آجاتا ہے کہ یقینا مرزا صاحب کا دعوی سچا ہے کیونکہ جب آپ یہودی ہوگئے تو مسیح بھی اسی امت سے آنا چاہئے اسی پر ہم نے بہت معقولیت سے مولوی ثناء اللہ صاحب سے سوال کئے تھے مگر افسوس کہ مولویصاحب کو جواب دینے کی جرأت نہ ہوسکی اور ایسے خاموش ہوئے کہ گویا امرت سر چھوڑ کر کہیں اور جگہ چلے گئے۔ خیر یہ تو تھا جملہ معترضہ مگر ہاں ڈاکٹر صاحب کے غور کرنے کے لئے کافی سے زیادہ یہودیوں کا ثبوت بہم پہونچ گیا کیونکہ انہی حضرات میں سے اکثر حضرت اقدس مرزا صاحب پر ایمان لاکر داخل بیعت ہوتے ہیں اس لئے یہودیوں کے ایمان کا راز اظہر من الشمس ہے۔ اب رہا نصاری اور مشرکین کا ایمان لانا۔ اس کی بابت سن لو! نصاری وہ ہیں جنہوں نے حضرت عیسے کے ساتھ کمال درجہ کی محبت ظاہر کی یعنے اونکی محبت میں ایسے مستغرق ہوئے کہ اون کو خدا اور خدا کا بیٹا بنا مارا۔ ایسے ہی اس زمانے کے کم فہم اور نصاری خصلت مسلمان باوجودیکہ آنحضرت صلعم کو منہ سے افضل الرسل افضل الانبیاء بیان کرتے ہیں مگر پہر بھی آنحضرت صلعم سے فضیلت میں حضرت عیسے کو بڑھکر اور بہتر مانتے ہیں یعنے اقرار کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم تو وفات پاگئے اور حضرت عیسے کے لئے ان کے دل ہی نہیں چاہتے کہ وہ کبھی مریں۔ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلعم کو کس محبت و پیار سے فرماتا ہے کہ وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افان مت فھم الخالدون یعنے اے پیغمبر تم سے پہلے ہم نے کسی بشر کو ہمیشگی کی زندگی عطا نہیں فرمائی کیا یہ ہوسکتا ہے کہ تم تو مر جاؤ اور کوئی زندہ رہے؟

(باقی آئندہ)

سچی بات یہی زبردست ثبوت ہی

آپ نے دیکھا ہوگا کہ کچھ عرصہ سے اخباروں میں مجرب اور اکسیر دواؤں کی اشتہاروں کی بھرمار بہت زیادہ ہوگئی ہے اور دعوے ایسے کئے جاتے ہیں کہ تمام دنیا بھر کے امراض ان دواؤں سے دور ہوتے ہیں لیکن لوگ اب بدگمان ہوگئے ہیں اور ثبوت مانگتے ہیں بمبئی کے لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں کوئی ایسا ہمارا ہمسایہ یا دوست یا ہموطن بتلاؤ جسکو صحت ہوئی ہو تب ہمکو یقین ہوگا۔ لیجیے جس قسم کی شہادت کہ آپ مانگتے ہیں ہم پیش کرتے ہیں۔ ڈاکٹر جادوجی ترکم جی صاحب لکچرار اور پروفیسر آرین مدرسہ طبیہ بمبئی۔ شفاخانہ بازار گیٹ قلعہ بمبئی سے جب ڈوڈن کی درد پشت اور گردہ کی گولیوں (ڈوڈنس بیک ایک کڈنی پلس) کے بارے میں دریافت کیا گیا تو ایک کاغذ کا پرچہ لیکر حسب ذیل تحریر کیا میں تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے چند مریضوں کا علاج جو کہ درد پشت اور گردہ کی شکایت میں مبتلا تھے ڈوڈن کی درد پشت اور گردہ کی گولیوں (ڈوڈنس بیک ایک کڈنی پلس) سے کیا اور وہ سب ان گولیوں کے چند روز کے استعمال سے اچھے ہوگئے۔ میں یہ سند بہت خوشی سے دیتا ہوں تمام جسم کی صحت کا دار و مدار اسپر ہے کہ گردے خون میں سے زہریلے مادوں کو صاف کرکے نکالیں۔ جبکہ گردے کمزور یا علیل ہوتے ہیں تو وہ یہ نہیں کر سکتے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ درد پشت پیشاب کی بیماریاں۔ گٹھیا جلندھر ذیابیطس (ڈیابیٹیز) گردوں کا کٹر ناو غیرہ جیسے امراض پیدا ہوتے ہیں۔ تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر اور راست ڈوڈن کی اودیہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی ۱ روپیہ یا چھ شیشیوں کے ۵؎ اگر آپ اپنی فرمایش کے ساتھ اس اشتہار کو یا اخبار کو جس میں یہ چھپا ہی بھیجینگے تو آپ کی فرمایش کی تعمیل بغیر ویلیو پی اصل خرچ ڈاک کے کی جاتی ہے۔

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جسکے کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہوسکتے ہیں۔ اس تریاق کی بے نظیر و سریع الاثر مجرب المجرب خاصیت ہی کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہی۔ اور اگر مبتلائے طاعون کے منہ میں بخار شروع ہوتے ہی اسکے چند قطرات ٹپکائی جائیں اور گھی میں ملاکر بدن پر مالش کیجائی تو سر درد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور ان کے لئے جن کو بیہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہوجاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے۔ تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشاء دواء اسکا تیار کرنا بھی سکھادیا جاتا ہے قیمت فی شیشی عہ دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہوکے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت۔

نوٹ۔ جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار و زر اجرت سے مطلع فرمائیں۔

المشتہر

فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اسمیں کچھ بھی دھوکا ہے۔ قوائے تناسلیہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہر جگہ امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے یہ لاجواب معجون طلیک ہے جسکے چند ہی استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسلیہ انشاءاللہ تعالیٰ ضرور رفع ہونگے اور رحم کی باہیہ شکایت کے لئے مفید ہی ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہی اصل نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیں۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ۔

طلا طلسمی۔ پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاءاللہ تعالیٰ وہ اسکو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸

سنون وندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام فی بکس ۴؍

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرافراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

ایک لاکھ پڑیہ تقسیم ہو چکی

اگر ہماری سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر آفتاب کا ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہئے

(ہر درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں)

سرمہ نوری

نیشنل اپنا۔ ادھر لگاؤ اور آنکھیں صاف ہوگئیں کسی قسم کی سیاہی وغیرہ کا اثر آنکھوں میں نہیں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جسنے نزول ما... تک میں فائدہ دکھلایا ہے اور باقی امراض جالا پھولا۔ دھند۔ غبار۔ سبل۔ پانی۔ پڑبال۔ خارش۔ موتیا بند۔ ابتدائی سرخی سناخنہ وغیرہ چند ہی دنوں کے استعمال سے جاتا رہتا ہے۔ سیکڑوں سارٹیفکٹ معزز و ڈاکٹروں و حکیموں و رئیسوں و عہدہ داروں کے موجود ہیں۔ ایک تولہ سرمہ سال بھر سے زائد کو کافی ہے۔ ایجنٹوں کی ضرورت ہر ملک میں ہے قواعد ایجنسی بدرخواست آنے سے روانہ ہونگے دریافت طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہئے۔

سرمہ نور خاکی فی تولہ ۱۲؍۔ سرمہ سیاہ لصری فی تولہ ۴؍

گرج بالاتین

سوتی نگی شروع بچتہ تنگ ... خوش وضع ایسا کہ ریشمی معلوم ہوتا ہے مستورات کے واسطے عمدہ تحفہ۔ جاڑوں میں... توشک لحاف کیواسطے...... پائیدار و خوبصورت کپڑا ہے فی تھان طول ۱۴ گز عرض قیمت صرف عہ ۲ فرمایشات وی پی منگائیے جانبین کا اطمینان محصول باربرداری ذمہ خریدار جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام مینیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ہونی چاہئے۔

المشتہر

محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

کلمات طیّبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

۱۱ر ستمبر بعد از نماز ظہر

عبدالحکیم کی بے نظیر غلطی

حضرت حکیم الامت سلمہ ربہ نے مرتد ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کے ایک خط کا ذکر کیا جس میں وہ لکھتا ہے کہ تمام انبیاء سے غلطیاں ہوتی رہیں ایسے ہی مجھ سے بھی ہوگئیں۔

حضرت نے فرمایا۔ مگر ایسی غلطیاں کہ بیس برس تک دجال کے مرید بے رہنا۔ ایسی ذلت اور رسوائی کسے نصیب ہوئی کہ بیس برس تک شیطان کا مرید رہا اور جسے دجال سمجھتا تھا اس کی بیعت رہا اور پھر خود مسیح ہونے کا دعویٰ کر دیا۔

حضرت اقدس نے فرمایا۔ اس خط میں عبدالحکیم گویا یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ میرا دعوے غلط ہے میں وہ مسیح نہیں ہوں۔ جسکی نسبت قرآن شریف اور احادیث میں وعدہ ہے۔ چونکہ وہ مسیح ناصری کی وفات کا اقرار کرتا ہے اس لئے کسی دوسرے مسیح کی آمد کا ہی قایل ہوگا۔ مگر جب وہ ایسے زمانہ میں جو مقررہ علامتوں کے ساتھ پکارتا ہے نہ آیا۔ تو پھر بتلاؤ وہ کس زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ چودہویں صدی میں سے بھی پچیس برس گذر گئے۔ نواب صدیق حسن خاں نے بھی لکھا ہے کہ مسیح صدی کے سر پر آئے گا۔ اگر ابھی تک وہ مسیح نہیں آیا۔ تو بقول اس کے یہ صدی ہی خالی گئی۔ سب نشانات پورے ہوگئے مگر مسیح ابھی تک نہ آیا۔ احادیث میں لکھا ہے کہ جب مسیح آئے گا تو علماء زمانہ اس کی بہت مخالفت کریں گے کیونکہ وہ اُن کی حدیثوں کے خلاف کرے گا۔ نواب صدیق حسن خاں نے بھی لکھا ہے کہ مولوی لوگ اسپر تکفیر کے فتوے لکھیں گے اور کہیں گے کہ یہ دین اسلام کو تباہ کر رہا ہے۔

مخالفت نشان صداقت

اب عبدالحکیم جو میری نسبت ایسا ویسا لکھتا ہے تو یہ خود پیشگوئیوں کو پورا کر رہا ہے۔ گالی گلوچ نکالنے اور طرح طرح کے بہتان باندھنے سے یہ مجھکو جھٹلاتا نہیں بلکہ تصدیق کرتا ہے۔ اور ان پیشگوئیوں کو پورا کرتا ہے۔ جنمیں لکھا ہے کہ اس زمانہ کے علماء مسیح کی بڑی مخالفت کریں گے اور اس کو دین کے تباہ کرنیوالا اور مفتری قرار دیں گے۔

۱۸ر ستمبر بوقت سیر

حضرت اقدس نے فرمایا۔ وہ حکیم لکھتے ہیں کہ ریاضات بدنی ادویہ کی مشق سے بہتر ہوتی ہیں۔

فرمایا۔ مبارک احمد کی توتیہ گی سے دو دن پہلے یہ الہام بھی ہوا تھا۔

"لاعلاج ولایحفظ"

فرمایا۔ براہین احمدیہ میں ایک یہ الہام بھی درج ہے۔

"ایلی ایلی لما سبقتانی اے خدا رحم کر" یہ کسی خطرناک ابتلا پر دلالت کرتا ہے۔ معلوم نہیں اس کے پورا ہونے کا کونسا زمانہ ہے ہماری جماعت بہت کمزور ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ وہ یقین کیطرف ترقی کریں۔ بدظنی کیطرف زیادہ مایل ہو جاتے ہیں۔ مجھے اس بات کا بہت خیال رہتا ہے کہ کسی کو ٹھوکر نہ لگے۔ جس خدا نے اتنی پیشگوئیاں پوری کر دی ہیں اور فتح پر فتح اور نصرت پر نصرت دیتا رہا ہے ضروری ہے کہ وہ امتحان بھی لے بعض لوگ نادان ہوتے ہیں سنت اللہ کو سمجھتے نہیں ہیں۔ ان میں انجام شناسی اور پیش و پس پر غور کر کے صحیح رائے قائم کرنے کی عادت نہیں ہوتی۔ اس لئے اکثر ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ چند دن ہوئے ہم نے ایک خواب دیکھا تھا۔ کہ ایک شخص ہے جو گویا مرتدین میں داخل ہوگیا ہے۔ میں اس آدمی کے پاس گیا ہوں۔ آدمی سنجیدہ معلوم ہوتا ہے۔ میں نے اس سے کہا ہے کہ تم کو کیا ہوگیا ہے جو ارتداد اختیار کر لیا ہے۔ تو اس نے مجھے جواب دیا۔ کہ مصلحت وقت ہے خدا محفوظ رکھے۔ کسی کو یہ ابتلا پیش نہ آجاوے۔

حقیقۃ الوحی کے طلبگار

کتاب مذکورۃ العنوان کی اشاعت کے بعد بعض درخواستیں اس قسم کی موصول دفتر ہوئیں کہ جو بذریعہ وی پی کتاب بھیجے کی تحریک نہیں مگر جب درخواست کی تعمیل کی گئی تو بعض انکاری ہو کر واپس وی پی آئے بعد میں جو وجہ دریافت کی گئی تو بعض کا تو پتہ ہی نہ چلا کہ آیا یہ سایل کوئی دنیا کے قطعہ پر موجود ہے بھی یا نہیں اور بعض نے یہ عذر کیا کہ میں اپنے مکان پر موجود نہ تھا پیچھے سے واپس ہوا اور خود اگر اب محصول بھی دیدوں گا اور کتاب بھی لے لوں گا بعض نے اس کو ڈاکخانہ کی غلطی بتلایا چونکہ وی پی ٹکٹ کا محصول ڈاکخانہ میں پہلے ادا کیا جاتا ہے اس لئے اس کا اثر یعنے نقصان کتبخانہ کے ذمہ ہی عاید ہوتا ہے اور صرف ایک پوسٹ کارڈ کی تحریر پر ۶ر کا ہرجانہ پیش آتا ہے اس لئے مہتمم کتب خانہ کو یہ انتظام کرنا لازم ہوا کہ وہ اس نقصان کا انسداد کرے۔ لہذا مشتہر کیا جاتا ہے۔ حقیقۃ الوحی کے طلبگاروں کو کتاب صرف اس صورت میں بھیجی جاوے گی کہ پہلے بذریعہ ٹکٹ قیمت مع خرچ رجسٹری کے جو للعہ ہے ارسال کرے یا نصف قیمت بھیجدیوے اور نصف قیمت کا وی پی بنام درخواست کنندہ روانہ کیا جاوے۔ یا کم از کم ۶ر محصول وی پی کا بذریعہ ٹکٹ روانہ کرے بغیر ان صورتوں کے کسی کو کتاب مذکور روانہ نہ ہوگی یہ خریدار وں کی بے اعتنائی اور لاپرواہی سے عمل میں آیا ہے کہ پہلے درخواست کر کے پھر انکاری کرنے کو ایک معمولی امر تصور کیا گیا۔

المشتہر مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس

ضرورت دعا ۔ میاں عمرالدین صاحب بساطی تنگہ کے ہاں خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے لڑکا عطا فرمایا ہے جس کا نام حضرت اقدس نے فضل حق رکھا ہے ناظرین دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بچہ کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سچا خادم بنا دے اور وہ قوم اور

نوٹ ۔ آجکل صبح کے وقت حضرت اقدس سیر کو بھی تشریف لیجایا کرتے ہیں اور ۱۸ر ستمبر کی ڈائری کا کچھ حصہ اسواسطے درج کیا گیا ہے کہ الحکم ایکدن دیر کر کے شائع ہو۔ ناظر بدر

مرتد ڈاکٹر مسیح کاذب کا تازہ خط

مرتد ڈاکٹر مسیح کاذب کا ایک خط اس سے پہلے چھپ چکا ہے جسمیں اس کے تازہ الہامات کی بنا پر اس کے ادعاے رسالت و مسیحیت کی حقیقت کو طشت از بام کیا گیا تھا۔ اس کا جواب تو مرتد ڈاکٹر سے کچھ بن نہ آیا اس لیے فتوئ تکفیر کے خوف سے ایسی تاویل کرنی چاہی جو کسی صورت میں قابل پذیرائی نہیں ہو سکتی تھی۔ ایڈیٹر نے کسی گذشتہ اشاعت میں ایک چھوٹا سا آرٹیکل لکھدیا تھا۔ جس کا جواب مرتد ڈاکٹر کو ابھی تک نہیں سوجھا۔

اب اس کا ایک اور تازہ خط ۱۶ر ستمبر ۱۹۰۷ء کا لکھا ہوا پیٹیالہ جسکو ذیل میں درج کرتا ہوں اس خط کو پڑھکر ناظرین الحکم پر خصوصًا اور دوسرے مسلمانوں پر عمومًا کھل جائیگا کہ مرتد ڈاکٹر مسیح ابن مریم کی وفات کا کھلے لفظوں میں قایل ہے اور یہ ایک کھلی بات ہے کہ مسیح کا نزول اس کے صعود کی فرع ہے جب یہ امر متحقق ہو گیا کہ مسیح ابن مریم وفات پا چکا ہے اور اس کا صعود جسمانی جیسا کہ اس وقت ہمارے مخالف مسلمان مان رہے ہیں نہیں ہوا تو نزول خود باطل ہو گیا۔ اسی وجہ سے مرتد ڈاکٹر یعنی مسیح الدجال کو یہ مشکل پیش آئی کہ وہ کھول کر آنیوالے مسیح کے متعلق اپنا عقیدہ بیان نہیں کر سکتا۔ لیکن یہ تھوڑے ہی دنوں میں کھل جانے والی بات ہے کہ یا تو مرتد ڈاکٹر علانیہ مسیح کے دوبارہ آنے کے عقیدہ کو باطل قرار دے گا یا کھلم کھلا خود دعویٰ کرے گا۔ بہرحال وفات مسیح کا قایل اسی مسیح کے دوبارہ آنیکا کبھی قایل نہیں رہ سکتا۔ خصوصًا عبدالحکیم جو اپنی تفسیر میں ایک لمبا مضمون عدم رجوع موتیٰ پر لکھ چکا ہے ہاں اس کو چاہئے کہ وہ اپنی تفسیر کو نابود کر دے اور علانیہ اقرار کرے کہ میں نے جنک نار اتنا پہر عوام کے ساتھ ملکر شاید ایسی گنجایش ہو۔ مگر اب مشکل ہے بہرحال مرتد ڈاکٹر کا فرض ہے کہ وہ آنیوالے مسیح کے متعلق بھی اپنا عقیدہ اپنے الہام سے معلوم کر کے شایع کرے تاکہ مسلمانوں کو ڈاکٹر کے عقائد کا پورا علم ہو جاوے۔

اب مولوی محمد حسین اور مولوی ثناء اللہ صاحب اور دوسرے علما بتائیں کہ وہ کیا کہتے ہیں؟ اگر وفات مسیح کا مسئلہ صحیح ہے تو ہمارا امید ہے کہ ہمارے اور ان کے درمیان اختلاف کی خلیج بہت تنگ ہو جائیگی۔ لیکن اگر وہ عبدالحکیم کے اس عقیدہ میں مخالف ہیں تو اب انہیں بولنا پڑے گا۔ اس خط کو پڑھکر انبیاء علیہم السلام کے متعلق عبدالحکیم کا عقیدہ بھی کھل جاتا ہے کہ وہ انکی عصمت کے مسئلہ کو کس رنگ میں مانتا ہے۔

اس وقت مجھے اس پر کوئی بحث نہیں کرنی ہے اس کا خط بجنسہ درج کر دیتا ہوں اور مولوی ثناء اللہ اور محمد حسین صاحب کو توجہ دلاتا ہوں اور دیکھتا ہوں وہ کیا بولتے ہیں۔ مرتد ڈاکٹر نے جو گالیاں اور گستاخیاں حضرت مسیح موعودؑ کی شان میں کی ہیں ان کے لیے خدا تعالیٰ خود کفیل اور عزیز ذو انتقام ہے اور شان مسیحیت تو پہلے ہی کہتی ہے کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں۔ نام کیا کیا غم ملت میں رکھا یا ہم نے گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو۔ رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

مرتد ڈاکٹر سے امید ہے کہ وہ نزول مسیح کے متعلق بھی اپنا عقیدہ جلد شایع کر دیگا۔ اور وہ خط یہ ہے۔

مرتد ڈاکٹر کا خط

عزیز من۔ السلام علیکم

(۱) سب سے اعلیٰ انسان بیشک مسیح یا مرسل نہیں ہو سکتا۔ جس کو خداوند عالم برگزیدہ کرتا ہے اس میں ضرور کچھ خوبیاں ہوتی ہیں۔ اور اس سے کل قابل قدر ہوتے ہیں۔ مگر یہ لازمی نہیں کہ کبھی اس سے کوئی قصور یا گناہ سرزد ہوا ہو۔ ہاں خداوند اپنی شان کے مطابق غفار و ستار بھی ہے۔ اور رحیم بھی۔ وہ بہت سے گناہوں کو بخش دیتا ہے اور بہت قصوروں کو معاف فرما دیتا ہے۔ اور اپنی انتہائے کرم اور رحم اور عفو سے بعض عملوں کی ایسی قدر کرتا ہے۔ کہ ان کے مقابلہ پر ایک مومن بندہ کی گناہوں پر مطلق نظر نہیں فرماتا۔ اس کا ارشاد لا تقنطوا من رحمة الله۔ ان الله یغفر الذنوب جمیعا۔ اس کا عام قانون ہے۔ ان الحسنات یذهبن السیئات۔ اس نے فرمایا ہے۔ ویعفوا عن کثیر۔

(۲) یہ بھی صحیح ہے کہ مجھ سے گناہ سرزد ہوتے ہیں اور بہت قصور ہوتے ہیں ساتھ ہی یہ بھی واقعی امر ہے۔ کہ خداوند عالم نے اپنے کمال فضل و کرم اور رحم اور عفو سے مجھے کچھ محبت آمیز کلمات میں یاد فرمایا ہے۔ اور میری غلط کاریوں سے درگذر فرمایا ہے۔

(۳) مسلمانوں کا متفق علیہ عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے سوائے اور کوئی شخص مطلق معصوم نہیں۔

(۴) آدم علیہ السلام کی دعا ہے۔ ربنا ظلمنا انفسنا فان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین۔ اسمیں آدم کا اقرار بھی ہے۔ کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔ ساتھ ہی وہ برگزیدہ خدا اور خلیفة اللہ اور رسول بھی ہیں۔ یونس علیہ السلام کا قول لا اله الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین۔ خود آپ کا اقرار ہے کہ میں ظالموں میں سے تھا۔ باوجود اس اقرار کے کہ وہ برگزیدہ خدا اور نبی و رسول ہیں۔ پس جب انبیاء علیہم السلام کی یہ حالت ہے۔ جو معصوم ہیں۔ تو میرا یہ اقرار کرنا کہ میں ایک بے عمل اور بد عمل انسان ہوں بفضل ایزدی کا منافی کیسے ہو سکتا ہے۔ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں ہو سکتا۔ ہاں بعض مناسبتوں اور عملوں کیوجہ سے اللہ کریم ان کے نام محمد۔ احمد۔ مسیح۔ مرسل۔ رحمة للعلمین۔ ابراہیم۔ یحییٰ وغیرہ رکھدیتا ہے جنہیں فلاح دارین کی بشارت ہوتی ہے۔ حقیقی طور پر کوئی نبی یا رسول نہیں ہو سکتا ہاں تمثیلی طور پر ہمیشہ ہو سکتے ہیں۔

(۵) مسیح علیہ السلام جو رسول اللہ تھے۔ وہ بیشک فوت ہو چکے

(۶) آنیوالا جو مسیح ہے اسکی نسبت مجھے ابھی تک علم نہیں کہ وہ کون ہے۔ اور کب آئیگا لیکن مرزا جیسا۔ کذاب۔ عیار۔ خائن۔ بدعہد۔ مسرف۔ بدخلق۔ کینہ توز۔ خود پرست۔ نادر الطلب خدا اور اعمال کو ہیچ تبلانیوالا۔ فطرت اللہ کو لعنت قرار دینے والا۔ انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنیوالا تمام موحد خدا پرستوں کو مباہلہ کیواسطے بلانیوالا۔ تمام ذاکرین اور عابدین پر لعنت برسانیوالا تمام مسلمانوں کا جانی دشمن۔ اور دنیا کی تباہی میں عید منانیوالا۔ امام نہیں ہو سکتا۔

(۷) چودہ ماہ والی پیشگوئی میں کوئی تاویل نہیں۔ صاف الفاظ میں کوئی گولائی نہیں انشاء اللہ العزیز یہ لفظ بلفظ پوری ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی دجالی فتنہ پاش پاش ہو جائیگا۔

(۸) کانا دجال۔ اغلبًا دو ہفتہ تک طیار ہو جاویگا۔ والسلام۔

خاکسار عبدالحکیم خاں پٹیالہ ۱۶ر ستمبر ۱۹۰۷ء

ریمارک

مفرح بے نظیر یہ ایک دوائی کا نام ہے جو ایک معجون کی شکل میں ہے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ ڈاکٹر شیخ نور محمد صاحب احمدی مالک کارخانہ ہمدم صحت لاہور نے عرصہ سے تیار کی ہوئی ہے۔ اسکی ایک ڈبیا میں نے استعمال کی تھی اور میرا فرض تھا کہ میں اسکی متعلق اپنی رائے کا اظہار اس سے بہت دن پہلے کر چکا ہوتا لیکن محض تساہل کیوجہ سے میں اس فرض کو ادا نہ کر سکا مجھے اختلاج قلب کا عارضہ تھا اور ساتھ ہی بعض اوقات دل ایسا ڈوب [illegible] تھا کہ مجھے یقین ہوتا تھا کہ اب خاتمہ ہے۔ ایسا ہی مجھ کو ایک قسم کی کھانسی کی بھی شکایت تھی۔ مگر میں بڑی خوشی سے ظاہر کرتا ہوں کہ اس ایک ڈبیا میں سے چند خوراک کے استعمال نے مجھکو ان عوارضات سے خدا کے فضل سے بہت بڑا فائدہ ہوا اس کے علاوہ میں نے اسکو ہاضمہ کی قوت بڑھانے والا اور دوسرے اعضاء رئیسہ کیلئے نافع پایا ہے۔ اور یہ ایک سچی شہادت ہے جو میں محض خدا کے لئے ظاہر کرتا ہوں۔

عالمگیر برادری کے تین عویدار

(۱) تھیاسوفیکل سوسائٹی (۲) برہمو سماج (۳) آریہ سماج -

ماسٹر آتما رام اگرت سری نے مندرجہ بالا عنوان کا ایک مضمون اخبار پرکاری لاہور مطبوعہ ۱۰ اگست ۱۹۱۹ء میں شایع کیا ہے جسمیں آریہ مت کو ایک عجیب پیرایہ میں عالمگیر ثابت کرنیکی کوشش کی ہے پہلے تو وہ تھیاسوفیکل سوسائٹی والوں میں یہ اہم نقص بتاتے ہیں کہ آنریبل بیسنٹ صاحبہ نے اپنے اپدیشوں کے خاتمہ پر اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے ماسٹروں یعنے رشی مہاتماؤں سے دعا مانگی ہے کہ وہ اس سوسائٹی پر برکت نازل کریں لیکن خدا سے یہ دعا نہیں مانگی گئی - اور مانگی بھی کیسے جاتی جب خدا کا ماننا تھیاسوفسٹ کیلئے لازمی نہیں" پھر فرماتے ہیں کہ گو برہمو سماج والوں نے تھیاسوفیکل سوسائٹی کے اس اہم نقص کو بہت عمدگی سے دور کر دیا ہے کہ خدا کو بلاشبہ عالمگیر باپ مانتے ہیں مگر ان میں بھی تھوڑا سا نقص باقی رہ گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ برہمو سماج خدا تعالیٰ کی اوصاف کو انسانی تعلق میں واضح نہیں کر سکا یعنی جو سماج مانتا ہے کہ خدا نے جسمانی آنکھ کی رہبری کے لئے سورج عنایت کیا لیکن برہمو سماج کو اس بات کے ماننے سے تامل ہے کہ خدا نے شروع دنیا ہی میں پیاری اولاد کی خاطر کوئی علمی آفتاب منور کیا - یہ اہم سوال فرض ہندوستان راجہ موہن رائے بانی برہمو سماج کے وقت سے آج تک بھی کوئی حل نہیں کر سکے" اور اس کے بعد ماسٹر صاحب یہ بتلاتے ہیں کہ اس کمی کو آریہ سماج نے بہت عمدگی سے پورا کر دکھایا ہے کیونکہ آریہ سماج کا تیسرا اصول بتلاتا ہے کہ عالم خدا سب کا باپ ہونے پر ہے علم اولاد سے بخل کرنیوالا نہیں بلکہ ازلی علم کا حصہ اولاد کی ضروریات کے مطابق کمل ترقی کے لئے ابتدائے آفرینش ہی عطا کرتا ہے اور جسطرح کوئی قدرتی نقائص نہیں ہو سکتی اسی طرح یہ ازلی ہدایت بھی کبھی ضایع نہیں ہوتی۔ مگر میں ماسٹر صاحب موصوف سے نہایت ادب سے پوچھتا ہوں کہ حیوانات نباتات اور جمادات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب اشیا تدریجی طور پر ترقی اور تنزل کرتی رہتی ہیں - مثلاً انسانی ترقی پر ہی غور کرو کہ پہلے یہ ایک نطفہ ہوتا ہے پھر طرح طرح کے تغیرات اور مختلف اشکال میں تبدیل ہونے کے بعد کئی ماہ گذرنے پر ایک عجیب طور کا جسم لے کر رحم سے باہر نکلتا اور اپنی ماں کے دودھ پر گذارا کرتا ہے پھر آہستہ آہستہ اس کے قوائے اور اعضاء میں تغیر ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ ہو جاتا ہے جو پہلے نہیں تھا پھر کتنی مدت یہ اپنے بچپن کے عالم میں رہتا ہے اور اسی حالت کے مطابق تعلیم یا تلاوہ اپنی معلومات وسیع کرتا ہے - پھر کتنے عرصہ کے بعد اپنی پہلی حالت سے ترقی کر کے عنفوان شباب میں قدم رکھتا ہے - یہاں پہنچکر یہ ایک اور عالم میں ہوتا ہے اس کے قوائے میں نسبتاً بہت وسعت جسقدر جاتے ہیں اور جیسے انکی حالت میں تبدیلی ہوتی ہے ویسے ہی [illegible] حال جو احکام اور تعلیم ہوتی ہے اسمیں ہو کچھ اور موقع کے موجب [illegible] تبدیلی واقع ہو جاتی ہے - اور یہ حال نہ صرف انسان کا ہے بلکہ نباتات حیوانات پر کافی غور کرنے سے ہر ایک اہل دانش کو معلوم ہو سکتا ہے کہ تدریجی ترقی کا ایک سلسلہ ان میں بھی پایا جاتا ہے اور یہی تدریجی ترقی کا سلسلہ زمانہ میں بھی پایا جاتا ہے کیونکہ زمانہ کی ترقی اور تنزل پر انسانی نسل کی ترقی اور تنزل سے وابستہ ہے - اور جوں جوں انسان کے ترقی کرنے کے اعلیٰ اعلیٰ

... اسباب میسر ہوتے جائیں گے اور علمی معلومات وسیع کرنے کے اعلیٰ اعلیٰ ص۴

وسائل پیدا ہوتے جائیں گے توں توں ہی انسانی نسل ترقی کرے گی اسی سلسلہ کو مد نظر رکھکر جب ہم انسانی نسل کی ابتدائے آفرینش پر غور کرتے ہیں تو موجودہ زمانہ اور قدیم زمانہ کے لوگوں میں بہت ہی فرق پاتے ہیں اور انکی حالت کو موجودہ حالت کے مقابلہ بہت کم ضروریات کا محتاج پاتے ہیں اور بموجب اصول آپ کے کہ "عالم خدا سب کا باپ ہونے پر ازلی علم کا حصہ اولاد کی ضروریات کے مطابق کمل ترقی کے لئے ابتدائے آفرینش سے عطا کرتا ہے" انکی ضروریات کے مطابق ان کو بچہ کی مانند کم تعلیم کا محتاج پاتے ہیں - اور علم کی نسبت ہم مانتے ہیں کہ خدا نے شروع دنیا میں ہی اپنی پیاری مخلوق کی خاطر ایک علمی آفتاب منور کیا تھا اور جب تک کہ انسانی نسل ہے کرتا رہے گا - اس کی علمی آفتاب منور کرنے والی صفت کسی زمانہ میں معطل اور بیکار نہیں ہو جاویگی مگر آپ کا علمی آفتاب کے ساتھ وید مقدس کو تشبیہ دینا کسی صورت میں ٹھیک نہیں ہو سکتا کیونکہ آفتاب روشنی دینے والا ہے نہ کہ روشنی - اس لئے اسکی مثال رشیوں منیوں اور نبیوں سے دیجا سکتی ہے اور دینی چاہیے کیونکہ وہی علمی روشنی اور گیان دوسروں تک پہنچاتے آئے ہیں اور خود روشنی حاصل کرکے اوروں کو اس سے منور کرتے رہے ہیں۔ وید مقدس تو بذات خود ایک زمانہ میں روشن گیان ہوگا گو اب مدہم پڑ گیا ہے اور طرح طرح کے انقلابات حادثات اور تغیرات کے سبب سے کچھ کا کچھ بن گیا ہے - مگر ابتدا میں یہ ایک روشن علم ہوگا - جو علمی آفتابوں یعنے رشیوں منیوں نبیوں کے ذریعہ سے چمکا ہوگا - مگر علم کی مثال معلم کے ساتھ دینی کسی صورت میں درست نہیں ہو سکتی - اسی واسطے ہماری پاک کتاب قرآن مجید نے آفتاب کو روحانی معلموں سے اور روشنی اور بارش کو روحانی تعلیم سے مشابہت دی ہے -

تھیاسوفیکل سوسائٹی اور برہمو سماج والوں کی غلطی کے تو آپ خود ہی قائل ہیں - مگر ہم آپ کی غلطی کو بھی آپ پر ظاہر کئے دیتے ہیں کہ ازلی ابدی خدا اور پرمیشر کی ازلی ابدی صفات کو کسی زمانہ میں محض معطل اور بیکار سمجھنا عالمگیر مذہب کا اصول نہیں ہو سکتا - دنیا میں ایک مذہب اسلام ہی ہے جو عالمگیر مذہب ہونیکا دعویٰ کر سکتا ہے - وہ مذہب جو سرے سے خدا کے متکلم ہونے پر ہی مہر خاموشی چسپاں کرتا ہے وہ کب اس لائق ہو سکتا ہے جو عالمگیر مذہب کہلوا سکے -

یہ بات کہ خدا اور پرمیشر میں قدیم زمانہ میں تو کلام کرنے کی صفت تھی مگر اب مفقود ہو گئی ہے ایک ایسا دعوےٰ ہے جسپر کوئی دلیل قائم نہیں ہو سکتی - اگر آپ کہیں کہ اب ضرورت کوئی نہیں ویدوں کے رو سے تعلیم کامل ہو چکی ہے - تو میں پوچھوں گا کہ اول تو یہ بات ہی غلط کہ وید ونیز تعلیم کامل ہو چکی مگر کم از کم وہ ازلی ابدی پرمیشر اتنا ہی بتا دے کہ وید میری اس زمانہ کی کلام ہیں جب میں بولا کرتا تھا تاکہ اسکی اس صفت پر یقین پیدا ہو جاوے ورنہ وہی دعوے بلا دلیل والی مثل آپ پر صادق آئے گی - دنیا میں ایک ہی مذہب ہے جو للکار کر کہہ رہا ہے کہ جیسے خدا خالق ارض والسماء پہلے بولا کرتا تھا آج بھی بولتا ہے کون ہے جو انکار کر سکے اور یہی وہ چمکتا ہوا نشان ہے جس سے کسی مذہب اور فرقہ کی سچائی پر یقین پیدا ہو سکتا ہے -

(ظہیر)

Spare Copy

آریہ سماج اور سوراجیہ

اسوقت جون سنہ ۱۹۰۸ء کا آریہ مسافر ہمارے سامنے ہے۔ مندرجہ بالا عنوان کے نیچے اسکے ایڈیٹر نے لالہ منشی رام کا ایک مضمون درج کر کے اپنی طرف سے لکھا ہے کہ دیگر مذاہب خصوصاً مسلمان سوراجیہ کے متعلق دیانند کی فلسفیانہ عالمگیر تعلیم کے بارہ میں دانستہ غلط فہمی پھیلا رہے ہیں۔ پھر لکھتا ہے کہ لالہ منشی رام نے سلف گورنمنٹ کے متعلق سماج کی پوزیشن کو ایسا صاف کر دیا ہے کہ کسی مخالف کو بھی دم مارنے کی گنجایش باقی نہیں رہی۔ مندرجہ بالا مضمون کے علاوہ اس رسالہ کے ایڈیٹر نے دو ایک اور مضامین میں بھی اسلام پر نکتہ چینی کی ہے۔ چونکہ مندرجہ بالا عنوان مضمون میں ایڈیٹر آریہ مسافر اور نیز لالہ منشی رام نے یا تو دانستہ عوام کو دہوکا دینا چاہا ہے اور یا خود دہوکا کھایا ہے اسلئے ہم سماج کی اصل پوزیشن کو جو لالہ دیانند کی تعلیم نے دنیا کے سامنے پیش کی ہے درج ذیل کر کے ایڈیٹر رسالہ ملتمس ہیں کہ اگر اب بھی سماج کی وہی پوزیشن قایم رہتی ہے جو لالہ منشی رام نے خلاف تعلیم دیانند دنیا کے سامنے پیش کی ہے تو بجائے فضول گوئی کے دیانند کی تعلیم کے حوالوں سے اپنے مضمون کی صداقت ثابت کریں۔ ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ سماج کی اصل پوزیشن پولیٹیکل معاملات میں وہی ہے جو اس کے ممبروں نے موجودہ حالت میں ظاہر کی ہے۔

ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم موجودہ پولیٹیکل ہلچل کے وجوہات کی تلاش میں کئی صدیوں کے منتروں یا شلوکوں ویدوں یا منوسمرتی کے حوالوں پر بحث لا کر اصل مطلب سے دور جا پڑیں ہمیں تو بقول فیصلہ زمین برسر زمین کا معاملہ کرنا چاہیے۔ ہمیں اس سے مطلب نہیں کہ وید یا منوسمرتی کیا تعلیم پیش کرتے ہیں بلکہ تمام اہل ملک کو تو یہ بات معلوم کرنی چاہیے کہ لالہ دیانند کی تعلیم اس بارہ میں کیا کہتی ہے کیونکہ اسبات سے سماج ہرگز انکار نہیں کر سکتی کہ لالہ دیانند سرکار انگریزی کی عملداری میں ہی پیدا ہوئے اور اسی میں مر بھی گئے اور انہوں نے سرکاری عملداری کا انتظام اور خوبیاں اور امن و آسایش و انصاف کو بخوبی دیکھ لیا تھا۔ پھر انہوں نے اس گورنمنٹ کے بارہ میں اپنے پیروؤں کو وہ تعلیم کیا پیش کی یا دیانندی سماج کی بنیاد اسی سرکار انگریزی کی عملداری میں پڑی ہے۔ کیونکہ گو دیانندی اپنے آپ کو وید کا متبع مانتے ہیں مگر ہمارے مختلف مضامین کو پڑھنے والوں سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ دیانندی اسبات کو ثابت کرنے سے محض عاجز ہیں کہ پرانے ویدی لوگوں کے وہی عقائد تھے جو دیانند کی تعلیم سے اسکے پیروؤں نے حاصل کئے۔ اگر کسی سماجی کو اسمیں جائے تردد ہے تو وہ اپنے مسلمہ اصولوں کو وید کے منتروں یا منوسمرتی کے شلوکوں سے پایہ ثبوت کو پہنچائے اور بجائے لمبی چوڑی کھینچ تان کرنے کے حوالہ جات کا لفظی ترجمہ ساتھ دیں تاکہ عوام کو حقیقت حال سے اطلاع ہو جائے۔ ہم انشاء اللہ کسی علیحدہ مضمون میں اس امر پر بحث کر کے لالہ منشی رام اور دیگر دیانندیوں کی اغلاط کا نمونہ پیش کرینگے کیونکہ موجودہ مضمون اس بحث سے الگ ہے۔

سماجیوں کا موجودہ پولیٹیکل ہلچل میں لیڈنگ پارٹ لینے کے باعث تلاش کرنے کے لیے ہمیں بہت دور جانا نہیں پڑتا کیونکہ جب ہم لالہ دیانند کی ستیارتھ پرکاش کو دیکھتے ہیں تو ہمیں سرکار انگریزی کی بابت انکی تعلیم کا یہ خلاصہ نظر آتا ہے:-

ستیارتھ پرکاش اردو اڈیشن دوم صفحہ ۲۵۷ "اب ادبار بخت آریوں کی سستی غفلت اور باہمی نفاق کی وجہ سے دوسرے ملکوں میں راج کرنیکا تو ذکر ہی کیا ہے۔ بلکہ خود آریہ ورت میں بھی اسوقت آریوں کا کامل آزاد خود مختار اور بے خوف راج نہیں ہے۔ جو کچھ ہے بھی غیر ملک والے پامال کر رہے ہیں کچھ تھوڑے سے راجا خود مختار ہیں۔ جب برے دن آتے ہیں تب ملک کے رہنے والوں کو کئی طرح کی تکلیف ہو گئی پڑتی ہے۔ کوئی کتنا ہی کرے لیکن جو اپنے ملک کا راج ہوتا ہے وہ سب سے افضل ہوتا ہے"

اس حوالہ میں موٹے فقرہ جات لالہ منشی رام کی خاص توجہ کے قابل ہیں جنہیں سوراج کا بنیادی پتھر لالہ دیانند رکھا اور جس بنیاد پر دیانندی لوگ آجتک سماجوں میں بلند دیواریں تیار کر رہے ہیں۔

مگر خدا نے محض اپنے فضل و کرم سے ان ریتلی دیواروں کو شکست کر دیا۔ لالہ دیانند کے پیروؤں کی بلکہ اس سے بڑھکر انگریزوں اور دیسیوں میں ایک دوسرے سے غایت درجہ نفرت پیدا کرنیکی جو انہی نے بنیاد ڈالی تھی جسکا نتیجہ سماجیوں کی موجودہ شورشوں میں ہے۔ اور جس تعلیم کے پیرو دیانندی انہوں نے انگریز مردوں اور عورتوں کی بے عزتی کرنے سے بھی ذرا فرق نہیں کیا۔ نہ صرف یہ بس کیا بلکہ جن سرکاری محکمہ جات میں انکا زور لگ سکتا تھا انہوں نے سر مو ایک کو ششیں فرق نہیں کیا۔ شاید لالہ منشی رام اور اس کے ہمخیال کہتے ہیں کہ یہ صرف دیانندی سماج کی دشمنی کا باعث ہے کہ ہم ایسا دعوے کر رہے ہیں۔ مگر واقعات ثابت کر رہے ہیں۔ اور اگر لالہ منشی رام چل پھر کر دیکھینگے تو انکو قایل ہونا پڑیگا کہ موجودہ شورش میں سب سے لیڈنگ پارٹ دیانندیوں ہی لیا ہے۔ سرکاری محکمہ جات میں اپنے ماتحتوں کو درخلاف کر کام بند کروا دینا۔ اور شورش پسندوں کو پناہ دینا اور انکی تائید کرنا سماجی دوستوں کا ہی کام تھا۔ اور نہیں تو کم از کم حکومت کی معلومات کے نہ تھی۔ ہم بعض دوسرے مذہب والوں کو بھی الزام سے کلیتہ بری نہیں کرتے۔ مگر انکی تعداد سماجیوں کے مقابلہ پر آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ اب لالہ دیانند کی منافرت پیدا کرنیوالی تعلیم پر غور کیجیے!

ستیارتھ پرکاش اڈیشن دوم اردو صفحہ ۵۵۳ "اسیوجہ سے تو عیسائی عیسائیوں کی بہت طرفداری کرتے ہیں اگر کوئی گورا کسی کالے کو مار ڈالے تو بھی طرفداری کر کے بہت سا جرم کو بے قصور ٹھہرا کر بری کر دیا جاتا ہے ایسا ہی یسوع کے بہشت میں بھی انصاف ہوگا"۔

اس حوالہ میں لالہ دیانند نے سرکار انگریزی کے انصاف پر سخت حملہ کر کے دیسیوں کو سرکار کے انصاف سے بدظن کرنے کی کوشش کی ہے عموماً دیانندی اخبار و نیز جو کالوں اور گوروں کی تفریق پر اکثر مضامین نکالتے رہتے ہیں۔ وہ اسی تعلیم کی بنا پر ہوا کرتے ہیں ورنہ تمام دنیا جانتی ہے کہ سرکار انگریزی انصاف کو نہیں کسی قوم کی خواہ وہ عیسائی ہو یا غیر عیسائی کبھی تفریق روا نہیں رکھتی۔ یہ صرف لالہ دیانند کی تیس سال سے شایع کردہ تعلیم کا نتیجہ ہے کہ ہم کالے اور گورے کی تفریق کے مضامین دیانندی اخبارات میں پڑھتے ہیں۔ لالہ صاحب نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ اپنے چیلوں کو عیسائی اور نیز مسلمانوں سے بھی نفرت کرنے اور انہیں کو اپنی تمام تکالیف کا باعث سمجھنے کی تعلیم پر زور دار تاکید دی ہے۔ چنانچہ ستیارتھ پرکاش اردو اڈیشن دوم صفحہ ۳۰۶ میں لکھتا ہے۔ "جب سے غیر ملک کے گوشت خور لوگ اس ملک میں آکر گائے وغیرہ جانوروں کو مارنے والے شرابی خود مختار حکمران ہوئے ہیں تب سے برابر آریوں کا دکھ بڑھتا جاتا ہے"!!

اب لالہ منشی رام انصاف سے بتائیں کہ یہ ناجائز حملہ کس سلطنت پر ہے کیا یہ سرکار انگریزی پر نہیں ہے کیونکہ عیسائی لوگ عام طور پر شراب کا استعمال کرتے ہیں اور انہیں پر شرابی خور کا اطلاق ہو سکتا ہے مسلمانوں پر نہیں۔ پھر لالہ صاحب کا محض غیر ملکی گوشت خوروں اور شرابخوروں کو آریوں کے دکھ کا سبب قرار دینا سوائے اس کے اور کوئی معنی نہیں رکھتا کہ لالہ صاحب کو سرکاری عملداری گوارا نہ تھی کیونکہ بقول ان کے پانچ ہزار سال آریہ ورت کی تباہی شروع ہے جبکہ غیر ملکی گوشت خور اور شرابخور ہند کا نام بھی نہ جانتے تھے اور پھر غیر ملکی گوشت خوروں اور شرابخوروں کے آنے سے پہلے ہی ویدک پیرو دیسی لوگ گوشت خور اور شرابخور بن چکے تھے۔ اسبات کو جانتے ہوئے غیر ملکیوں کو آریوں کی تکالیف کے بڑھتے جانیکا سبب قرار دینا لالہ صاحب دیانند کی اور ہی چال ہے۔ کیونکہ جب آریہ یہ جانیں گے کہ ہماری تکالیف کے بڑھتے جانیکا باعث محض غیر ملکی گوشت خور اور شرابخور ہیں ملکی گوشت خور اور شرابخور نہیں تو وہ اپنی تکالیف کے کم کرنے کی کوشش کریں گے یعنی غیر ملکیوں سے چھٹکارا پانیکی کوشش کریں گے اور اس طرح سوراج جلد حاصل ہو جائے گا اسی پر بس نہیں کیا بلکہ آگے چلکر لکھتا ہے کہ "جب سے عیسائی مسلمان وغیرہ کے مخالف مذاہب چلے آپسمیں دشمنی اور عناد ہوا" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۰۹)

یہ لکھتے وقت لالہ دیانند کو اتنا ہوش نہیں رہا کہ عیسائی تو دو ہزار سال سے اور مسلمان چودہ سو سال سے ہوئے مگر آریہ ورت ۵ ہزار سال سے آپسمیں دشمنی اور عناد کر کے ذلیل ہو رہا ہے نہ صرف ۵ ہزار سال سے بلکہ لالہ دیانند کے اپنے عقیدہ

بموجب شردہم ونیا زہ یہ ورت اور آریہ لوگ فساد کا آماجگاہ بنے رہے۔ دیکھئے ستیارتھ پرکاش اردو اڈیشن دوم صفحہ ۲۵ دفعہ ۴۴ و ۴۸ - یہاں تک کہ اسی فساد کے باعث اپنے ملک تک سے اوروں کے ہاتھوں نکالے گئے۔ اب ان کوششوں کے باوجود لالہ صاحب اپنے چیلوں کو اکسانے کا ایک اور ذریعہ بتانے میں چنانچہ لکھتے ہیں (ستیارتھ صفحہ ۳۱۳) ابتداء دنیا سے لیکر مہابھارت تک چکرورتی یعنی روئے زمین کے راجا آریہ کل میں ہی ہوئے تھے اب انکی اولاد ہی بدبختی کے باعث راج کھوکر غیر ملک والوں کے پاؤں تلے دب رہی ہے۔

اب ناظرین انصاف کی نگاہ سے غور کریں کہ جب لالہ دیانند کو سرکار انگریزی کی انصاف پر حملہ کرکے گورنمنٹ کی طرفداری سے بری کرنا لکھ کرکے صبر نہ آیا تو آریوں کی تکالیف بڑھنے کا سبب سرکار انگریزی کو قرار دیا اس پر ہی بس نہ کرکے عیسائیوں اور مسلمانوں کو دشمنی اور عناد کا باعث قرار دیدیا اب ان سب باتوں کو اپنے چیلوں کے ذہن نشین کرکے لکھ دیا کہ تمہاری بڑی چکرورتی راج تھا اور تم غیر ملکیوں کی پاؤں تلے دب رہے ہو۔ گویا جس طرح اور جس طریق سے ہوسکا اس نے اپنے پیرووں کو سوراج کی تعلیم دینے سے کمی نہیں کی یہ اسی تعلیم کا نتیجہ ہے کہ دیانندی صاحبان موجودہ معاملات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ ممکن نہ تھا کہ اگر تیس سال تک انکو صلح جوئی اور سرکاری خیرخواہی کی تعلیم دیجاتی تو وہ اس حد تک پہونچتے۔ صلح جوئی اور خیرخواہی سرکار کی تعلیم کے نتائج موجودہ معاملات کے بالکل خلاف ہونے چاہئے تھے یعنی اگر اور اقوام سرکار کی بدخواہی کرتیں تو دیانندی لوگ ہمہ تن سرکار کیطرف ہوجاتے اور مفسدوں کو سماجک پلیٹ فارموں اور اپنے حلقہ اقتدار سے نکال کر حوالہ سرکار کر دیتے۔ لالہ منشی رام محض زبانی کارروائی سے سرکار کو ٹال نہیں سکتے۔ سرکار کیا کرے جب سماج کے کثیر التعداد ممبر سرکاری محکمہ جات میں اور بیرونی طور پر تکالیف پڑہانے میں ساعی ہیں۔ جب سماجی لوگ عملی طور پر ویسا ثابت کرسکیں گے جیسا اب اخبارات کے ذریعہ شور مچایا جاتا ہے تو ان کی مخالف کبھی سرکار کو دہوکا دیکر ان کے خلاف نہیں کرسکیں گے کیا سرکار اتنی نادان ہے کہ دوسروں کی کہے سنے پر کسی قوم کے خلاف کارروائی کرے اور واقعات پر نظر نہ ڈالے۔ اب لالہ منشی رام اپنے اس قول کی کہ "سمجھ تو صرف اسوقت صرف آریہ سماج کے دشمنوں کے اس اعتراض کی پڑتال کرتا ہے کہ آریہ سماج کا دھرم اسے بدیشیوں سے نفرت سکھاتا اور انہیں تحریک کرتا ہے کہ انگریزوں کا راجیہ دور کرکے دم لیں" خود بخود پڑتال کرلیں کہ آیا ان کا یہ کہنا کہ "مجھے افسوس ہے کسی معترض نے بھی آریہ سماج کی کسی مستند کتاب کا حوالہ اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش نہیں کیا" کہانتک سچا ثابت ہوسکتا ہے۔ دیانندی مندرجہ بالا تعلیم سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ بلاشک دیانندی سماج کا دھرم اور اس کی لیڈر کی تعلیم اسے بدیشیوں کی نفرت سکھاتی اور انہیں تحریک کرتی ہے کہ انگریزوں کا راجیہ دور کرکے دم لیں۔ لالہ منشی رام نے جیسا کہ دیانندیوں کا اصول ہے سب سے اول اپنی بریت کرنیکی بجائے اسلام پر ناخن زنی کی ہے جس کا مطلب سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ دیانندیوں پر جو الزام قائم ہوا ہے دوسروں کی نکتہ چینی کرکے اسے ذرا ہلکا کردیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ جو لوگ محمد صاحب کی سفارش پر ایمان لاویں وہ مسلمان باقی سب کافر ہیں اور کہ دیگر مذاہب والوں کا تباہ کردینا بھی ان کے مذہب میں دھرم مانا جاتا ہے۔ یہ نکتہ چینی کرکے آخر میں لکھتے ہیں کہ ان سب متوں سے وید دھرم نرالا ہے اور پھر آگے خوب زور شور سے اصل مطلب چھوڑ کر فضولیات پر گفتگو کرتا چلا گیا ہے۔ اب ہم نے دیکھنا ہے کہ لالہ منشی رام کا نرالا ویدک دھرم دیگر مذاہب والوں کے بارے میں کیا کہتا ہے اور ان کے ساتھ کیسی ہمدردی کرنی سکھلاتا ہے سنئے لالہ دیانند ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۹۳ سملاس سوم دفعہ ۵۲ میں خاص قاعدہ بنا کر لکھتا ہے کہ "جو شخص وید اور اور عالم لوگوں کی تصنیف شدہ کتابوں کی جو وید کے مطابق ہوں تحقیر کرتا ہے اس وید کی مذمت کرنیوالے منکر کو ذات برادری کی جماعت اور ملک سے نکال دینا چاہیئے" دیکھا کہ اسے نرالے ویدک دھرم مخالفان وید سے کیسی محبت کرنی سکھاتا ہے پھر اسی سملاس دفعہ ۱۵۵ میں لکھتا ہے کہ ویدوں کی تحقیر کرنیوالا [illegible]

ناستک کہلاتا ہے فرمایئے جناب منشی رام جی وید کے ماننے والے تو آستک اور باقی سب ناستک ہے پھر آٹھویں سملاس دفعہ ۴۹ میں لکھتا ہے کہ آریہ نام دھرم پر چلنے والے عالم راستباز دیوتا کا اور ان کے خلاف لوگوں کا نام دسیو یعنی ڈاکو۔ بداعمال دھرم پر نہ چلنے والا اور جاہل ہے کیوں نرالے مت کے ماننے والے لالہ صاحب کیا مسلمان یہ کہکر کہ قرآن شریف کے ماننے والے راستباز عالم تو مسلمان اور اس کے منکر کافر" آپکی نکتہ چینی سے نہیں بچ سکتے مگر وید کے مخالفوں کو ڈاکو۔ جاہل۔ بداعمال۔ دھرم پر نہ چلنے والا کہتے آپ کو شرم نہ آئی اپنے گریبان میں منہ ڈالکر ذرا دیکھ تو لیا ہوتا۔ اسی دفعہ میں آریہ ورت سے باہر رہنے والوں کو ملیچھ۔ اسر۔ دسیو وغیرہ برے ناموں سے یاد کیا گیا ہے۔ لالہ منشی رام ذرا ان الفاظ کا ترجمہ لکھکر مقابلہ کردکہ کافر کہنے اور یہ الفاظ کہنے میں کتنا فرق ہے۔ اب اور لیجئے وید کے مخالفوں کو دسیو یعنی بداعمال ادھرمی کہا گیا ہے جسکی سزا بموجب سملاس ۶ دفعہ ۴۲ یہ ہے کہ بداعمال آدمیوں کے مارنے میں قاتل کو پاپ نہیں ہوتا۔ خواہ علانیہ مارے خواہ غیر علانیہ۔

ان باتوں پر ہی اکتفا نہ کرکے لالہ منشی رام دیانندی سماج کی پوزیشن کو صاف کرتے ہوئے سرکار انگریزی پر ناواجب حملہ کرنے سے نہیں چوکا اور دیانندی تعلیم کی پردہ پوشی کرکے رعایا کے دلوں میں سرکار کیطرف سے بدظنی پیدا کرنے کے لئے لکھتا ہے "کہ موجودہ راج نیتی میں دہوکے اور فریب سے کام نکالنا پاپ نہیں لیکن ویدک دھرم جس نیتی کا اپدیش کرتا ہے۔ اس میں دہوکے اور فریب کا پتہ نہیں"

اسمیں بھی بلاوجہ دیانندی تعلیم کی تعریف کرکے ویدک پولیٹکس کو سرکار انگریزی کی پولیٹکل پالیسی سے افضل بیان کرکے رعایا کو بتایا گیا ہے کہ سرکار پولیٹکل معاملات میں تمہارے ساتھ یا دیگر ممالک کے ساتھ دہوکا اور فریب کرنا پاپ نہیں سمجھتی مگر سماجک پولیٹکل معاملات ان برائیوں سے مبرا ہیں لالہ منشی رام نے اس معاملہ میں دانستہ غلط فہمی پھیلانی چاہی ہے جب ہم ستیارتھ پرکاش کو دیکھتے ہیں تو اسمیں بھی دغا اور فریب سے کام لینا پاپ کیا اچھا کام مانا گیا ہے پھر ایسی تعلیم پر پردہ پوشی کرنا فضول نہیں اور کیا ہے۔

ستیارتھ پرکاش سملاس ۶ دفعہ ۲۷ ۴۴ - جب یہ معلوم ہوجاوے کہ فوراً لڑائی کرنے سے کسیقدر تکلیف ہوویگی اور بعد میں کرنیسے اپنی بہتری اور فتح ضرور ہوگی تب دشمن سے میل کرکے وقت مناسب تک صبر کرے (صفحہ ۱۶۹) پھر لکھا ہے کہ اپنی طاقت کو مکمل کرکے اور کوئی خاص مقصد مشہور کرکے دشمن کے شہر کے نزدیک آہستہ آہستہ جاوے (صفحہ ۱۸۵)

اب لالہ منشی رام جی بتائے کیا یہ دغابازی اور بے ایمانی نہیں کہ جب خود کمزور ہوجاوے تو میل کرے اور پھر جب طاقتور ہوجاوے تو سارے عہد و پیمان پر خاک ڈالکر لڑائی شروع کردے پھر دفعہ میں لکھا ہے کہ سفیر کا عمل ایسا ہونا چاہئے جسمیں دشمنوں میں پھوٹ پڑ جاوے (صفحہ ۶۶)

اسی طرح (صفحہ ۱۸۸) اور صفحہ ۱۰۶) میں لکھا ہے کہ نزدیک آئے ہوئے طاقتور دشمن سے خرگوش کی مانند دور بھاگ جاوے اور پھر بازان آنکھ دہوکہ میں ڈالکر پکڑے۔

پھر صفحہ ۱۲۲ کے حوالہ سے جاسوسوں کے تقرر کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ کہ جن ذریعہ تمام ملازمین سرکاری اور رعایا کے جملہ عیب و ثواب خفیہ طور پر معلوم کرے۔

اب لالہ منشی رام بتائیں کہ سرکار انگریزی سے کونسی دہوکہ بازی اور فریب کی پالیسی بھی ہوئی ہے جو ویدک تعلیم میں روا نہیں رکھی گئی۔ خواہ مخواہ الزام دینا سماجیوں کی معمولی چال ہے۔ آریہ مسافر کے نامہ نگار دشنو دت بی۔ اے جی اپنے فضول اور بیہودہ مضمون کا مکمل جواب ہمارے اسی مضمون میں پائیں گے امید ہے کہ دیانندی صاحبان ہمارے اس مضمون کو ٹھنڈے دل سے پڑھ کر غور کریں گے کہ لالہ دیانند کی تعلیم کیا تا فی ہے اور ان کی موجودہ لیڈر کہاں تک رہیں۔ اگر کسی صاحب نے اپنی کتب کی حوالے سے ہمارے مضمون پر کچھ لکھا تو ہم بخوشی انکی تسلی کر دینے کو تیار ہیں۔ الراقم محمد منظور الہی سوہدروی۔

Spare Copy

قومی خدمت میں ہمارا مقصد کیا ہونا چاہیئے

حافظ وظیفہ تو دعا گفتن است و بس
در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

دنیا میں قوموں کی ترقی اور تنزل کا جو اصول عرفی طور پر تسلیم کیا گیا ہے اس کو مذہب سے خواہ کتنا ہی دور لے جاؤ مگر دراصل وہ مذہب ہی کی زبردست حکومت کے نیچے ہے اور وہ وہی اصل ہے جو خدا تعالیٰ کی مجید کتاب نے یوں بیان فرمایا ہے

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

اس سے پیشتر کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو بدلے یہ ضروری اور لابدی امر ہے کہ قوم خود اپنی حالت میں ایک تبدیلی پیدا کرے۔

قوم مجموعہ افراد کا نام ہے اس لئے یہ تبدیلی انفرادی اور مجموعی رنگ میں ہونی ضروری ہے۔ کیونکہ اگر افراد قوم میں وہ تبدیلی جو خدا تعالیٰ چاہتا ہے پیدا نہ ہو تو سرے سے قوم کا ہی وجود مفقود ہوگا۔

یہ سوال کہ تبدیلی کس قسم کی ہو اپنے جواب کے لئے ایک تفصیل چاہتا ہے جو اس وقت میرا مقصد نہیں اس لئے مختصر طور پر اس کا جواب یہ ہے کہ رذائل کو چھوڑ کر فضائل کو اختیار کیا جاوے۔

جس جس قدر اور جس جس قسم کے رذائل سے انسان الگ ہوگا اور جس قسم کے فضائل کو اختیار کرے گا اسی رنگ کی عظمت اور قومیت اس میں پیدا ہوتی جاوے گی۔ مثلاً معاملات کے متعلق جو رذائل ہیں جیسے بدعہدی۔ دغا فریب۔ لالچ وغیرہ جب ان کو چھوڑ دے گا تو اس میں حسن معاملات کی ایک خوبی پیدا ہوگی اس کا اعتبار اور ساکھ بڑھے گی جس سے اس کے معاملات میں ایک تقویت پیدا ہوگی ایسا ہی اخلاقی۔ روحانی اور مجلسی حالت کا حال ہے۔

میری غرض اس وقت ان تفصیلوں میں جانے کی نہیں ہے بلکہ

میرا منشاء کچھ اور ہے

میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ قومی معاملات اور خدمات کے لئے ہمارا مقصد کیا ہونا چاہیئے۔ یہ امر بحضور دل یاد رکھنا چاہیئے کہ قوموں کے بننے اور بگڑنے کا ایک وقت ہوا کرتا ہے اور یہ وقت

ماموروں اور مرسلوں کا زمانہ ہوتا ہے

جب خدا تعالیٰ کسی کو مرسل کرتا ہے اس وقت جو قوم اس کے ماتحت طیار ہوتی ہے دراصل وہی ایک قوم ہوتی ہے جو آئندہ آنے والی برگزیدہ اور منتخب نسلوں کی ماں ہوتی ہے۔ اسکی زبان سے جو قوم مردود ہو جاتی ہے اس کے لئے لعنت کا ہاتھ دراز ہو جاتا ہے چنانچہ جو لوگ ماموروں کی تاریخ پڑھنے والے ہیں وہ اس سے بے خبر نہیں۔ دو ہزار سال گذرے کہ جب ایک عاجز اور مسکین بندہ خدا مسیح ابن مریم کے نام سے

اصلاح خلق کے لئے آیا

اس کے زمانہ میں یہود ایک قوم تھی اور وہی قرآن مجید سے [illegible] آج تک باوجودیکہ یہودی دنیا بھر میں ہر قسم [illegible] ایک [illegible] قوم ہے

مگر ایسی ذلیل اور کس مپرسی کہ کسی قوم کا ایسا حال نہیں ہر ملک اور ہر حصہ زمین میں وہ بیحد حقیر سمجھے جاتے ہیں۔ اور ہر قسم کی بیحیائیوں کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ برخلاف اس کے اس بندہ خدا کے متبعین نے وہ عروج اور عزت حاصل کی کہ آج دنیا میں ان کی سلطنت پر آفتاب غروب نہیں ہوتا۔

غرض

ماموریں کے نزول کا وقت ہی دراصل قوموں کے بننے اور بگڑنے کا وقت ہوتا ہے + اسوقت بھی خدا تعالیٰ نے ایک مامور بھیجا ہے اور وہ جیسا کہ خود اس نے ظاہر کیا ہے کمال غربت اور مسکینی اور انکسار کے ساتھ اصلاح خلق کے کام میں مصروف ہے وہ ایک قوم بنانا چاہتا ہے اور وہ قوم بلند ہوگی اور مبارک ہوں گے وہ شخص جو اس میں داخل ہوں (اللھم اجعلنا منھم آمین)

اسوقت ہمارا اپنا فرض ہے کہ ہم اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں تا خدا تعالیٰ کا لاتبدیل قانون

حالت قوم کو بدل دے

اخلاقی ہدایتیں اور روحانی تعلیم حضرت مسیح موعودؑ کر رہے ہیں اور اپنی توجہ تامہ اور عقد ہمت سے خدا کے فضل کو جذب کر رہے ہیں تا قوم قوم بنجاوے مگر قوم کا بھی اپنا کچھ فرض ہے۔

قوم کا ایک جسمانی نظام قائم کرنے کے لئے صدر انجمن احمدیہ کی بنیاد حضرت اقدسؑ نے رکھی اور اب صدر انجمن احمدیہ اپنی ماتحت مختلف مقامات پر احمدی انجمنوں کے قائم کرنیکی فکر میں ہے۔ اشتہارات دیئے گئے۔ مضامین لکھے گئے۔ خط بھیجے گئے۔ بہت کچھ کیا گیا اور ابھی بہت کچھ کرنا ہے ان تمام تدابیر اور مساعی کا نتیجہ خدا کے فضل سے اچھا پیدا ہو رہا ہے احمدی انجمنیں قائم ہو رہی ہیں۔ اب جبکہ یہ سلسلہ شروع ہوا ہے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اس مشکل اور آفت سے اپنے بھائیوں کو آگاہ کر دوں جو ایسی انجمنوں کے قیام اور انعقاد پر آیا کرتی ہے اور خدا کرے کہ ہماری انجمنیں اس سے محفوظ رہیں۔ وہ آفت اور مصیبت

خود غرضی اور خود پسندی

ہے۔ احمدی انجمنوں کا قیام کسی شخص واحد کی ذات کیلئے نہیں ہے بلکہ انکا وجود قوم کیلئے نافع اور سود مند ہے اسلئے اگر کوئی شخص محض اس وجہ سے کہ کسی جلسہ میں اسکی رائے یا تدبیر پسند کی گئی نہیں ہوا یا اسکی مخالفت ہوئی برا مانتا اور اس کام میں روک ڈالتا ہے تو یاد رکھو کہ وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک سخت معصیت کا مرتکب ہے اور وہ ایک قوم کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے

ہم کیا اور ہماری رائیں کیا

ہمارے اس کام میں محض اخلاص ہو اور خدا مقصود ہو۔ جو پریزیڈنٹ مجلس یا سکرٹری بنایا جاوے اسکو سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ بہت بڑی ذمہ واریوں کے نیچے ہے وہ

سید القوم خادمھم

کے اصول کو مد نظر رکھکر اپنی ذمہ واریوں کو نبھاتا رہے اور دوسرے افراد جنہوں نے اسکو پریزیڈنٹ مجلس یا سکرٹری منتخب کیا ہے اسکی اطاعت فی المعروف کو اپنا شیوہ اور اصول قرار دیں۔ ہمارے درمیان ایسی باتوں پر کوئی نزاع نہ ہو کہ فلاں سکرٹری کیوں نہیں ہوا۔ فلاں عہدہ فلاں کو کیوں نہیں دیا گیا۔ یہ باتیں اور ایسی نزاعیں شیرازہ قوم کو منتشر کرنیوالی ہوتی ہیں اور جس قوم اور فرقہ میں ان باتوں نے گھر کیا وہ اپنے اصل مقصد سے دور جا پڑا

وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْھَبَ رِیْحُکُمْ

ہمارا نصب العین ہو۔ قومی مقاصد اور اغراض کو پورا کرنا ہمارا دستور العمل ہو جبتک ایثار اور اخلاص ہوگا کچھ نہیں بنے گا۔ صحابہ کرام کے نمونہ کو مد نظر رکھو انکی سیرۃ کو پڑھو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ وہ کس اخلاص کے ساتھ اپنا کام کرتے تھے۔ بس ایسی اخلاص اور ایثار ہمارے ملحوظ خاطر ہونا چاہیئے + خدا کا شکر ہے کہ اس نظام میں جو انجمنوں کے قیام کا تجویز کیا گیا

اندرونی ڈائری

جسکو صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب ایڈیٹر تشحیذ الاذہان نے رسالہ تشحیذ میں لکھکر شایع کیا۔
ایڈیٹر

طلاق فرمایا جائز چیزوں میں سے سب سے زیادہ بُرا خدا اور اُس کے رسول نے طلاق کو قرار دیا ہے۔ اور یہ صرف ایسے موقعوں کے لئے رکھی گئی ہے جبکہ اشد ضرورت ہو جیسا کہ خدا تعالیٰ نے جو کہ رب ہے کہ سانپوں اور بچھوؤں کے لئے خوراک مہیا کی ہے۔ ویسا ہی ایسے انسانوں کے لئے خوراک مہیا کی ہے ویسا ہی ایسے انسانوں کے لئے جن کی حالتیں بہت گری ہوئی ہیں اور جو اپنے اوپر قابو نہیں رکھ سکتے طلاق کا مسئلہ بنا دیا ہے کہ وہ اس طرح اُن آفات اور مصیبتوں سے بچ جائیں جو کہ طلاق کے نہ ہونے کی صورت میں پیش آئیں۔ یا بعض اوقات دوسرے لوگوں کو ہی ایسی صورتیں پیش آجاتی ہیں اور ایسے واقعات ہو جاتے ہیں کہ سوائے طلاق کے اور کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ پس اسلام نے جو کہ تمام مسائل پر حاوی ہے یہ مسئلہ طلاق کا بھی دکھلایا ہے اور ساتھ ہی اس کو مکروہ بھی قرار دیا ہے مخالفین اسلام طلاق کے مسئلہ پر بہت کچھ اعتراض کرتے ہیں لیکن اگر وہ اس مسئلہ کو حضرت صاحب کے مندرجہ بالا قول کے موافق پرکھیں تو اُن پر روز روشن کی طرح کھل جائیگا کہ یہ مسئلہ ایسا نہیں جیسا کہ وہ خیال کرتے ہیں۔ بلکہ اس مسئلہ سے اسلام کی سچائی کا پورا ثبوت ملتا ہے کیونکہ وہ مذاہب جن میں ہر قسم کی حالتوں کے مطابق مسایل نہیں ہیں کبھی سچے نہیں ہو سکتے جو مذہب خدا کی طرف سے ہوگا اُسمیں تقریباً حالتوں کو مدنظر رکھکر قواعد بنائے گئے ہوں گے کیونکہ خدا علیم و بصیر ہے۔ اور جو مذاہب انسانی دست برد کے نیچے آچکے ہوں وہ اس بات سے قاصر ہوں گے۔ اور اُن کے قواعد ایسے بودے کمزور ہوں گے کہ بہت سے موقعوں پر اُن پر کاربند ہونا مشکل بلکہ ناممکن ہو جائیگا۔ پس چونکہ اسلام خدا کیطرف سے ہے۔ اس لئے اس میں ہر قسم کے احکام داخل ہیں اور کوئی ایسا مسئلہ نہیں جو قرآن و حدیث کی نہایت نہ ہو۔ مثال کے طور پر یہی طلاق کا مسئلہ ہے کہ اگر یہ نہ ہوتا تو دنیا میں ایک سخت تباہی پڑ جاتی۔ عیسائی جو سب سے زیادہ اس مسئلہ پر طعنہ زن تھے۔ اب خود مجبور ہوکر اسپر عمل کر رہے ہیں اور یہ اسلام کی سچائی کا بیّن ثبوت ہے (ایڈیٹر)

رزق فرمایا اصل رازق خدا تعالیٰ ہے۔ وہ شخص جو اسپر بھروسہ کرتا ہے کبھی رزق سے محروم نہیں رہ سکتا وہ ہر طرح سے اور ہر جگہ سے اپنے پر توکل کرنیوالے شخص کے لئے رزق پہنچاتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو مجھ پر بھروسہ کرے اور توکل کرے میں اس کے لئے آسمان سے برساتا اور قدموں میں سے نکالتا ہوں۔ پس چاہیئے کہ ہر ایک شخص خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرے (توکل کے معنے اکثر لوگ بالکل غلط سمجھتے ہیں اور اس لئے طرح طرح کے دکھوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ خدا پر توکل کرنے کے یہ معنے ہیں کہ کوئی کام نہ کریں اور ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھ رہیں اور خدا تعالیٰ خود سامان کر دے گا مگر یہ بات اُن کی صریح غلط ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ میں سب کچھ طاقت ہے اور وہ اس طرح بھی کر سکتا ہے کہ درحقیقت آسمان پر سے ہی رزق برسا دے اور زمین میں سے ہی نکال دے۔ لیکن یہ اسکی سنت نہیں ہے۔ اور اُس نے انسانوں کو اپنے مطالب حاصل کرنے کے لئے یہ راستہ بتایا ہے کہ وہ محنت کرے کوشش کرے اور پھر اُسپر توکل کرے اور اُس سے بہتری کی دعا مانگے تو وہ اس کے کام کو ضائع نہیں کرتا۔ مثلاً ایک شخص کو کوئی سفر درپیش ہے تو اُس کو چاہیئے کہ کچھ زاد راہ سے سواری کا بندوبست کرے۔ اور پھر خدا پر توکل کرے تو خدا تعالیٰ ان رکاوٹوں کو جو اکثر سفروں میں پیش آجاتی ہیں دور کر دے گا اور اُس کا سفر بآرام طے ہو جائیگا۔ یا ایک شخص ہے جسپر اُس کے دشمنوں نے حملہ کیا ہے تو اُسکو چاہیئے کہ اُن کے حملہ کا بچاؤ اچھی طرح کر کے خدا پر توکل کرے تو خدا تعالیٰ اُس کو اُس کے دشمنوں پر فتح دیگا اور اون کو ذلیل کرے گا۔ ورنہ یہ خیال کرنا کہ ہم خدا پر توکل کر کے بیٹھ جاتے ہیں۔ خود بخود آسمان پر سے ایک مائدہ اترے گا اور بغیر ہاتھوں اور دانتوں کی مدد کے پیٹ میں چلا جائیگا۔ ایک لغو خیال ہے۔ خدا تعالیٰ کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں اور وہ بڑا سخی ہے۔ اور ہر ایک شخص کو اسکی ضرورتوں کے مطابق دیتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ طالب کو اُن راہوں پر چلکر اپنے مطلب کو پانا چاہیئے۔ جو خدا تعالیٰ نے مقرر فرمائی ہیں پس توکل کے یہی معنے ہیں کہ انسان اپنے مقدور بھر کوشش کرے اور پھر خدا تعالیٰ پر توکل کرے تو وہ اسکی کمزوریوں کو دور کر دے گا۔ اور اس کو اپنے مطلب میں کامیاب کر دیگا۔ والسلام (ایڈیٹر)

بیوی پر ظلم ایک صاحب کا ذکر تھا فرمایا اُن کے مجھکو بہت سے خطوط آئے ہیں کہ میں اکثر بیمار رہتا ہوں۔ اور بہت کمزور ہو گیا ہوں۔ یہانتک کہ میں اپنا کام بھی اچھی طرح نہیں کر سکتا اور اس لئے مجبوراً مجھے ایک لمبی رخصت لینی پڑے گی۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ ظلم کا نتیجہ ہمیشہ خراب ہوتا ہے وہ اپنی پہلی بیوی پر بہت کچھ سختی کرتے ہیں اور یہ کام خدا کو ناپسند ہے۔ بہت دفعہ مولوی نور الدین صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے اُن کو نصیحت کی ہے مگر وہ سمجھتے نہیں۔ میں نے بھی کئی دفعہ اُن کو جتلایا ہے۔ مگر انہوں نے کوئی خیال نہیں کیا۔ مگر اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا اور ضرور ہے کہ وہ کسی دن اپنے کام سے پچھتائیں۔ اور میری بات کو سمجھیں۔ (خدا تعالیٰ نے اپنی عمیق در عمیق حکمت سے انسان کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے ایک مرد اور ایک عورت اور اس ذریعہ سے انسانی ترقی کے لئے ایک راستہ کھولدیا ہے کیونکہ نہ صرف اس سے نسل انسانی میں ہی ترقی ہوتی ہے۔ بلکہ دنیا کے ہر ایک کام میں اس سے مدد ملتی ہے۔ مرد اور عورت کے اختلاف مزاج کی وجہ سے جو ترقی دنیا کر رہی ہے۔ وہ اس کے بغیر نہیں ہو سکتی تھی عورت اگر امور خانہ داری اور تربیت اولاد کیطرف زیادہ راغب ہے تو مرد حوائج اور ضروریات انسانی کے پورا کرنے کے لئے سامان مہیا کرنے میں مشغول ہے۔ پس اسطرح وہ رکاوٹیں جو اس جوڑہ کے نہ ہونے کی صورت میں پیدا ہوتیں بالکل دور ہو گئیں۔ اور اس لئے اسلام نے ہر ایسے شخص کے لئے جو نکاح کی طاقت رکھتا ہو نکاح کرنا

ضروری ٹھیرایا ہے۔ اور ان جھگڑوں اور فسادوں کو روکنے کے لئے جو اس تعلق میں وقتاً فوقتاً پیدا ہو سکتے تھے ایسے قوانین مقرر کر دیئے ہیں جن سے اُن کا سدِّ باب ہو جائے۔ چنانچہ بوجہ اس کے کہ عورت بہ نسبت مرد کے کم عقل اور کوتہ اندیش ہوتی ہے۔ اور بڑے بڑے امتحانوں میں نہیں پڑ سکتی اس لئے اس کو مرد کے ماتحت رکھا ہے اور حکم دیا ہے کہ وہ ہر طرح سے اپنے خاوند کی فرمانبردار رہے اور ہر کام میں اس سے مشورہ لے۔ اور دوسری طرف چونکہ مرد محنت کش اور مستقل مزاج ہوتا ہے اُس کا فرض مقرر کیا ہے کہ وہ عورت کے کل اخراجات ضروریہ کا ذمہ دار ہو اور اس کے آرام و آسایش کا سامان مہیا کرے اور اس گھر کو راستہ پر چلا دے جس میں اُسکی دنیاوی اور دین کی بہتری ہو۔ پس باوجود اس اقتدار اور اختیار کے جو کہ مرد کو عورت پر ہوتا ہے اگر وہ عورت پر ظلم اور تعدی کرے تو کیسے افسوس اور رنج کی بات ہے۔ بلکہ ایک سخت کمینہ حرکت ہے کیونکہ اپنے سے زور آور یا مقابل کے انسان سے مقابلہ کرنا ایک بہادری ہے مگر اُس پر ظلم و تعدی کرنا جو آگے ہی ماتحت اور فرمانبردار ہے ایک سخت بزدلی ہے۔ اسی لئے نبی کریم نے فرمایا ہے کہ تم سے اچھا وہ ہے جو اپنی بیوی سے اچھا سلوک کرتا ہے۔ اور یہ اس لئے فرمایا کہ سب سے زیادہ تعلق انسان کا اپنی بیوی سے ہوتا ہے اور پھر اُس پر اقتدار حاصل ہوتا ہے تو اُسکی نیکی یا برائی کا حال بھی اس کے ساتھ سلوک کر نہیں نکل سکتا ہے۔ دوسروں کے ساتھ چونکہ تعلق کم ہوتا ہے۔ اور ملاقات کا موقع بھی کم ملتا ہے اس لئے اُنمیں تکلف اور تصنع بھی ہو سکتا ہے۔ مگر یہاں طبیعت کا اصلی جوہر ظاہر ہو جاتا ہے اور حقیقت حال منکشف ہو جاتی ہے۔ پس یہی باعث ہے کہ نبی کریم نے ان کو معیار اصلاح و تقویٰ قرار دیا۔ پس چاہئے کہ ہر ایک شخص جس کو سچا مسلمان بننے کا شوق ہو اس بات کا لحاظ رکھے۔ اور نبی کریم کے حکم کے مطابق اپنی بیوی سے یا بیویوں سے اچھا سلوک رکھے اور نیک برتاؤ کرے۔ اور جو شخص ایک سے زیادہ بیویوں سے عدل نہیں کر سکتا تو اوس کو دوسرا نکاح کرنا بالکل منع اور حرام ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کے پاک کلام قرآن شریف میں صاف اور کھلے الفاظ میں آیا ہے کہ وان خفتم ان لا تعدلوا فواحدۃ۔ یعنے اگر تم کو خوف ہو کہ تم دو یا دو سے زیادہ بیویوں میں عدل کو مدنظر نہیں رکھ سکتے تو دوسرا نکاح کرو ہی نہیں اور ایک ہی پر اکتفا کرو) والسلام ایڈیٹر۔

ڈائری

۱۰ ستمبر قبل نماز ظہر

مجاہدین کی قاعدین پر فضیلت

فرمایا مجاہدین میرے نزدیک دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ ہوتے ہیں جو اپنے اوپر خدا تعالیٰ کی راہ میں مشکل کام ڈال لیتے ہیں اور اس کو تکالیف کو برداشت کرتے ہیں۔ اور دوسرے وہ ہیں جن پر قضا و قدر سے مشکلات اور تکالیف وارد ہوتی ہیں۔ اور وہ صبر اور تحمل کے ساتھ ان مشکلات کو برداشت کر سکتے ہیں مثلاً [illegible] روزہ دار اپنے کھانے پینے اور دوسری لذات [illegible] اور اسی طرح ان کی زندگی گذر جاتی ہے اور اگر کوئی تکلیف نہیں آتی کہ وہ صبر کریں تو وہ قاعدین میں داخل ہیں

اسی پر فرمایا

ابتلاؤں میں پوشیدہ انعامات

اصل میں دیکھا گیا ہے کہ جس قدر انسان پر تلخیوں کا زمانہ ہوتا ہے اصل میں وہی اس کے لئے زمانہ ہوتا ہے جس میں [illegible] سب تلخیں دور ہو سکتی ہیں۔ ایک شخص نے حسن بصری سے پوچھا کہ غم کب ہوتا ہے اس نے جواب دیا جسوقت تجھے کوئی غم نہ ہو اس وقت ہی غم ہوتا ہے۔ اگر سوچ کر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ جو بڑی بڑی تلخیں مصائب اور شدائد انسان پر وارد ہوتے ہیں انہیں میں بڑے بڑے پوشیدہ انعامات ہوتے ہیں۔

دیکھو جس دن انسان کو شدت سے بھوک لگے اس دن کھانے کا زیادہ مزا آتا ہے ایسے ہی روزہ دار جب افطار کے وقت پانی پیتا ہے تو جو مزہ اسے اس وقت آتا ہے معمولی پانی پینے سے وہ مزہ نہیں آتا۔ ایسے ہی سفر میں بھوک لگنے کے بعد کھانا کھانے سے جو مزہ آتا ہے وہ عام کھانے میں نہیں آتا۔ دنیا کی وضع ہی کچھ ایسی بنی ہے کہ درد کے بعد ہی راحت ہوتی ہے۔

۱۱ ستمبر قبل نماز ظہر

فطرۃ مستقل ہادی نہیں

فطرت ایسی چیز نہیں جو مستقل طور پر ہادی ہو سکے۔ کیونکہ وہ شیطان کے قائم مقام مضل بھی تو ہو جاتی ہے۔

فطرت میں تو نجاست کے داخل ہو جانے سے جو بعض نقص پیدا ہو جاتے ہیں اسی وجہ سے کل حزب بما لدیہم فرحون کہا گیا ہے۔

مداہنہ بری مرض ہے

کمبخت مکہ والے لوگ ہی مداہنہ کیا کرتے تھے۔ فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضا کے یہی معنے ہیں۔ کم بخت خبیث جو مداہنہ کا گند اندر رکھتے ہیں ان کا گند نکالنا اچھا ہی ہوتا ہے۔

نشان بڑی چیز ہے

ساری جماعت کو یاد رکھنا چاہئے کہ جن باتوں کا اعتراض عیسائی آریہ اور دوسرے مخالفین اسوقت تک اسلام پر کرتے ہیں اور پہلے بھی سے الزام لگاتے ہیں۔ اس بات کی کیا ضرورت ہے کہ پھر انہیں باتوں کو از سر نو تازہ کیا جاوے۔ کیا خدا کے پاس اپنے رسول کی نصرت کے لئے اور کوئی ہتھیار نہیں۔ اُن ہتھیاروں کی چوٹ تو جسم پر لگتی تھی مگر اس جگہ قلب پر لگتی ہے ایک ہی نشان ہزاروں اعتراضوں کو دور کر سکتا ہے۔

[illegible] لاجواب بات

مرتد ڈاکٹر نے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اور بابو محمد افضل مرحوم کی موت کا باعث اپنی تفسیر کی مخالفت قرار دیا ہے۔ بحضور منشی احمد الدین صاحب اپیل نویس گوجرانوالہ نے ایک عجیب نکتہ بیان کیا کہ ڈاکٹر صاحب خود بھی تو اپنی تفسیر کے مخالف ہو گئے ہیں۔